﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۱۱ | جمعۃ المبارک ۲۷؍ فروری ۲۰۰۴ء | ۲۸؍ ذی الحجہ ۱۴۲۴ ہجری قمری ۲۰؍ تبلیغ ۱۳۸۳ ہجری شمسی | شمارہ ۹

نفرت اور بغض

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مومن کو اپنی مومنہ بیوی سے نفرت اور بغض نہیں رکھنا چاہئے۔ اگر اس کی ایک بات اس کو پسند نہیں ہے تو دوسری پسندیدہ ہوسکتی ہے۔ (مسلم کتاب النکاح باب الوصیۃ بالنساء)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اندھا وہی ہے جس کو اسی دنیا میں خدا پر پورا یقین حاصل نہ ہو

ہر شخص بیمار رہے اور کبھی صحت نہیں پا سکتا جب تک خدا کو نہ دیکھ لے

”پاک مذہب وہی ہے جو قرآن کا معیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ اگرچہ انسان بظاہر گھبراتا ہے کہ اس پاک مذہب کو مَیں کس طرح پاؤں۔ مگر یاد رکھو کہ جوئندہ یابندہ۔ صبر اور تقویٰ ہاتھ سے نہ دے، ورنہ خداتعالیٰ غنی ہے، اس کو کسی کی کیا پرواہ ہے۔ پس انسان خدا کے سامنے خاکسار بنے تو اس پر لطف و احسان کرتا اور اس کی آنکھیں کھول دیتا ہے۔ توبہ، دعا، استغفار کرے اور کبھی نہ گھبراوے۔ ہر شخص بیمار ہے اور کبھی صحت نہیں پا سکتا جب تک خدا کو نہ دیکھ لے۔ پس ہر وقت اداس اور دلبرداشتہ رہے اور تمام تعلقات کو توڑ کر خدا سے تعلق پیدا کرے ورنہ اس وقت تک جب تک کہ خدا سے نہیں ملا یہ گندہ اور نجس ہے۔

خداتعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى﴾ (بنی اسرائیل:۷۳) خدا پر یقین بڑی دولت ہے۔ پس اندھا وہی ہے جس کو اسی دنیا میں خدا پر پورا یقین حاصل نہیں ہوا۔ پس جب اس کا حسن و جمال، جلال اس پر ظاہر ہوگا تو خدا کی تجلی ہوگی۔ اور پھر یہ دیکھ کر ممکن نہیں کہ گناہ کی طرف انسان رجوع کر سکے۔ پس گناہ بھی تبھی کرتا ہے جب اس کو خدا پر شک پڑ جاتا ہے۔ پس جو شخص نفس کا خیر خواہ ہے اس کو تو خدا پر یقین ہونا چاہئے۔ مسیح کے زمانہ میں تو گناہ کی کمی تھی مگر کفارہ نے دنیا کو گناہ سے پُر کر دیا۔

انسان اپنی کوشش سے کچھ نہیں کر سکتا۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم سب اندھے ہو مگر جس کو خدا آنکھیں دے، تم سب بہرے ہو مگر جس کو خدا کان دے وغیرہ وغیرہ۔ پس جب انسان کو خدا ہدایت دینے لگتا ہے تو اس کے دل میں ایک واعظ پیدا کر دیتا ہے۔ پس جب تک دل کا واعظ نہ ہو تسلی نہیں ہوسکتی۔ پس دینی امور میں جب تک تقویٰ نہ ہو روح القدس سے تائید نہیں ملے گی۔ وہ شخص ضرور ٹھوکر کھا کر گرے گا۔

اس دین کی جڑ تقویٰ اور نیکی بختی ہے اور یہ ممکن نہیں جب تک خدا پر یقین نہ ہو۔ اور یقین سوائے خدا کے اور سے ملتا نہیں۔ اسی لئے فرمایا ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت:۷۰)۔ پس انسان دنیا کو چھوڑ کر اپنی زندگی پر نظر ڈالے اور اپنی حالت پر رحم کرے کہ مَیں نے دنیا میں کیا بنایا۔ سوچے اور ظاہری الفاظ کی پیروی نہ کرے اور دعا میں مشغول رہے تو امید ہے کہ خدا اس کو اپنی راہ دکھا دے گا۔ نیک دل لے کر خدا کے سامنے کھڑا ہو۔ اور رو رو کر دعائیں مانگے۔ تضرع اور عاجزی کرے تب ہدایت پاوے گا“۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۳۱۔ جدید ایڈیشن)

امانت کو ادا کرنے اور خیانت سے بچنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اپنائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا جو شخص بدنظری، خیانت اور جھوٹ سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی، امانت کا حق ادا کرنے اور خیانت سے بچنے کی تعلیمات پر مشتمل پر معارف خطبہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۶؍ فروری ۲۰۰۴ء)

(لندن ۶؍فروری): سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد بیت الفتوح لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ الانفال کی آیت ۲۸ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ خیانت ایک ایسی برائی ہے جس کا مرتکب اللہ تعالیٰ اور بندوں دونوں کے حقوق ادا نہ کرنے والا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر اس کے بارے میں بیان فرمایا ہے۔ خیانت نہ کرنے والا خائن کہلاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے ایسا شخص جس پر اعتماد کیا جائے اور وہ اعتماد کو ٹھیس پہنچائے، قرآن کریم میں آنکھ کی خیانت نہ کرنے کے بارے میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ حضور انور نے غض بصر کی تعلیم کے بارے میں بعض تفصیلات بیان فرمائیں۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے جو حقوق معین کئے ہیں، ان کی ادائیگی میں اگر خیانت کرو گے تو تم آپس میں بھی اپنی امانتوں کو ادا کرنے کے معاملے میں خیانت سے کام لوگے، اس لئے ہر دو قسم کے حقوق یعنی خداتعالیٰ کے اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کے لئے تمہیں صاف ستھرا اور کھرا ہونا ہوگا، جب انسان کے روزمرہ کے معاملات میں دنیاداری شامل ہوجائے اور جب یہ خیال پیدا ہوجائے کہ میں جھوٹ، فریب اور دھوکے کے بغیر اپنے کاروبار میں کامیاب نہیں ہوسکتا تو پھر انسان اپنے اردگرد ایسا گروہ بنا لیتا ہے جو غلط لوگوں کا ہوتا ہے تاکہ بوقت ضرورت کام آسکے۔ حالانکہ حکم تو یہ ہے کہ اگر کوئی بے ایمان ہے تو اس کی تمہیں کوئی سفارش نہیں کرنی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

احمدیت ۔ بنگلہ دیش

بنگلہ دیش سے آمدہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ بنگلہ دیش کے احمدیوں کے لئے سخت مشکلات اور ابتلاء کے ایّام ہیں اور ان کی مخالفت میں جو لوگ پیش پیش ہیں وہ اسلامی ہی نہیں انسانی اور اخلاقی اقدار کو نظرانداز کرتے ہوئے ظلم وستم اور اشتعال انگیزی میں بڑھتے چلے جارھے ہیں۔ یہ کوئی نئی بات اور پہلا تجربہ نہیں ہے۔ خدائی جماعتوں کو اس قسم کے ابتلاؤں سے گزرنا ہی پڑتا ہے۔ بنگلہ دیش میں وہی کچھ ہو رہا ہے جو مشرکین مکہ نے آنحضرت ﷺ اور صحابہ کی مخالفت میں کیا تھا۔ بنگلہ دیش میں وہی کچھ ہو رہا ہے جو پاکستان میں ہو چکا ہے۔ کیا مسلمان مکّہ میں ختم کردئے گئے تھے؟ کیا احمدی پاکستان میں ختم کردئے گئے تھے؟ یقیناً ان سوالوں کا جواب یہی ہے کہ مکّہ کے مسلمان مشرکین کی ایذاء رسانی اور مخالفت کے باوجود ہر میدان میں ترقی کر کے فاتح اقوام بن گئے تھے۔ پاکستان کے احمدی بھی علمی واخلاقی اور روحانی میدان میں پاکستان میں ہی نہیں دنیا بھر میں ترقی کر رہے ہیں۔

پاکستان میں مخالفت کے ایّام میں حضرت مصلح موعودؓ نے احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

’’کون ہے جو تمہارا کچھ بگاڑ سکتا ہے یا کونسی قوم ہے جو تمہارے مقابلہ میں کھڑی ہو سکتی ہے۔ دنیا کی سب قومیں، دنیا کی سب طاقتیں اور دنیا کی سب حکومتیں خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں وہ جس کا بھی جی چاہے دل بدل سکتا ہے اور تمہارے دشمن خواہ کتنا بھی جتھا رکھتے ہوں تمہارے مقابل میں ہیچ ہیں کیونکہ تم خدا تعالیٰ کی گود میں ہو اور جو تلوار لے کر تمہارے سامنے کھڑا ہوتا ہے وہ تم پر حملہ نہیں کرتا خدا تعالیٰ پر حملہ کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ لوگوں کے دل تمہاری تائید میں بھر دے گا اور سچائی کو لوگوں پر ظاہر کر دے گا اور یہ مصائب کے بادل فضل کی ہواؤں سے بکھر جائیں گے اور انشاءاللہ تم امن میں آجاؤ گے۔‘‘ (الفضل ۸/اگست ۱۹۵۲ء)

اسی سلسلہ میں آپ نے جماعت کو اس کی ذمہ داریاں یاد دلاتے ہوئے فرمایا:

’’......خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ میری مدد مانگو۔ میں تمہیں مدد دوں گا لیکن تم دو باتیں کرو ۔ اول مصائب اور ابتلاؤں پر گھبراؤ نہیں انہیں برداشت کرو، دوسرے نمازوں اور دعاؤں پر زور دو۔‘‘

(الفضل یکم اگست ۱۹۵۲ء)

جیسا کہ ہم جانتے ہیں پاکستان میں یہ تجربہ ہو چکا ہے۔ پاکستان کے ایک بہت بڑے لیڈر نے جو اپنی ذہانت اور سیاسی بصیرت کی وجہ سے دنیا میں بڑی عزت سے دیکھے جاتے تھے بعض شرپسند عناصر کے زیر اثر بزعم خویش احمدیوں پر پابندیاں عائد کر کے نوّے (۹۰) سالہ مسئلہ حل کر دیا تھا۔ اسی طرح ایک اور آمر نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے مختلف حیلوں بہانوں میں احمدیت کی مخالفت کو شامل کر کے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ احمدی کینسر کی طرح ہیں اور ہم اس کینسر کو کاٹ کر پھینک دیں گے۔

اسی طرح یہ بھی کوئی ڈھکی چھپی بات بات نہیں ہے کہ ہماری مخالفت میں تحریک چلانے والوں نے لوگوں کو یہ باور کروانے کی کوشش کی تھی کہ پاکستان کی ساری خرابیاں احمدیوں کی وجہ سے ہیں اور ان کی خواہش کے مطابق اس مسئلہ کے حل سے پاکستان کی ساری خرابیاں دور ہو جائیں گی اور برکتوں کا نزول شروع ہو جائے گا۔ پاکستان اسمبلی میں بدنام زمانہ آئین وترمیم کو آج تیس سال سے زیادہ ہو رہے ہیں اس عرصہ میں پاکستان نے کس میدان میں نمایاں ترقی کی ہے؟ اور اسکی کونسی مشکلات دور ہوئی ہیں۔ کیا پاکستان سیاسی لحاظ سے مستحکم ہو چکا ہے؟ کیا پاکستان اقتصادی لحاظ سے ترقی کر چکا ہے؟ کیا پاکستان اخلاقی لحاظ سے کوئی نمایاں مقام حاصل کر چکا ہے؟ کیا پاکستان کی تعلیمی حالت پہلے سے بہتر ہوگئی ہے؟ کیا اقوام عالم میں پاکستان کا مقام پہلے سے بہتر ہوگیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ

کاش ان سوالوں کا جواب اثبات میں دیا جا سکتا۔ اقوام عالم میں پاکستان کی صورتحال انتہائی قابل شرم ہو چکی ہے۔ پاکستان میں باہم اختلافات کے نتیجہ میں عدم استحکام، لاقانونیت اور دہشت گردی ناقابل بیان حدوں تک جا پہنچ چکی ہے۔ کیا بنگلہ دیش بھی اسی تلخ تجربہ کو دہرانا چاہتا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ انسانی عقائد سے ملکی حکومتوں کو کوئی تعلق نہیں ہوتا یہ انسان کا ذاتی معاملہ ہوتا ہے۔ عقائد پر بحث تو ہو سکتی ہے مگر عقائد کو زبردستی کسی پر ٹھونسا نہیں جا سکتا۔ تہذیب وتمدن اور علمی ترقی کے موجودہ دور میں جنگل کے قانون کی طرف جانے کی کوشش کیوں کی جارہی ہے؟ قرآنی روشنی اور ہدایت تو یہی ہے کہ ﴿لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ﴾۔ دین کے معاملہ میں جبر واکراہ یعنی زبردستی کا کوئی دخل نہیں۔ ﴿لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ﴾ پر کیوں عمل نہیں کیا جاتا۔ یاد رکھیں قرآن مجید اور اسوۂ رسول ﷺ کو چھوڑ کر جو کچھ بھی کیا جائے گا اس کا انجام ذلّت ورسوائی کے سواء کچھ نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ظلم وزیادتی کی راہ سے بچاتے ہوئے عقل وفہم سے کام لینے اور قرآن وسنّت کی پیروی کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

’’خدا سے صلح کرو۔ سچی پرہیزگاری سے کام لو۔ آسمان اپنے غیر معمولی حوادث سے ڈرا رہا ہے ۔ زمین بیماریوں سے انذار کر رہی ہے۔ مبارک وہ جو سمجھے!‘‘۔

(الحکم جلد ۳ نمبر ۳ صفحہ ۲ پرچہ ۲۳/جنوری ۱۸۹۹ء)

گیت

عشق میں کیسی راس رچائیں دو آنکھیں اور لاکھوں خواب
کس کس کا ہم حال سنائیں دو آنکھیں اور لاکھوں خواب

جانے کب سے زخمی روحیں ایک مسیحا ڈھونڈ رہی تھیں
وقت کا لہجہ ڈوب رہا تھا اندھی رسمیں دین بنی تھیں
لب پر تھیں بیتاب دعائیں دو آنکھیں اور لاکھوں خواب
کس کس کا ہم حال سنائیں دو آنکھیں اور لاکھوں خواب

جگ اور جگ کے مالک تُو نے کیسا یہ احسان کیا
تعبیروں کی رت مہکائی جب مہدی کو مان لیا
کس کس کو اب یہ سمجھائیں دو آنکھیں اور لاکھوں خواب
کس کس کا ہم حال سنائیں دو آنکھیں اور لاکھوں خواب

سکھ کے گجرے پہنے جیون سب پھر پیتم دوار چلیں
اندھیاروں میں جوتی جاگے بچھڑے ساتھی آن ملیں

شکر کریں اور جشن منائیں دو آنکھیں اور لاکھوں خواب
کس کس کا ہم حال سنائیں دو آنکھیں اور لاکھوں خواب
دو آنکھیں اور لاکھوں خواب دو آنکھیں اور لاکھوں خواب

جمیل الرحمن (ہالینڈ)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

پیش نظر نہیں رکھتے کہ جب ایک عورت کی چوری کے الزام میں سفارش کی گئی تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم سے پہلی امتیں اس لئے تباہ ہوئیں کہ وہ اپنے چھوٹوں کو سزا دیا کرتی تھیں۔ اور بڑوں کو بچا لیا کرتی تھیں۔ فرمایا کہ اگر میر بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ حضور انور نے فرمایا یہ اسوہ ہے امانت کو صحیح طور پر ادا کرنے کا اور خیانت سے بچنے کا۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس معاشرے میں پھونک پھونک کر قدم رکھے ہم نے معاشرے کی برائیوں سے اپنے آپ کو بچانا بھی ہے اور اپنے اندر امانت ادا کرنے کے حکم کو جاری اور قائم بھی رکھنا ہے۔

حضور انور نے فرمایا خیانت کی مختلف شکلیں ہیں اور لوگ مختلف طریقوں سے خیانت کرتے رہتے ہیں، اس کی وضاحت میں حضور انور نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا اقتباس اور چند احادیث پیش فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مومن میں جھوٹ اور خیانت کے سوا بری عادتیں ہو سکتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا جھوٹ ایک بہت بڑی برائی ہے اس کے چھوڑنے سے تمام برائیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ جو کام اللہ تعالیٰ کی خاطر کرو اس میں ہمیشہ خلوص نیت ہونا چاہئے۔ جماعتی عہدوں کو نیک نیتی کے ساتھ بجالاؤ، اپنے بھائیوں کے کام آؤ، ان کے حقوق ادا کرو اور نظام جماعت کے ساتھ ہمیشہ چمٹے رہو، حضور انور نے جماعتی نظام سے متعلق بعض امور بیان کئے اور فرمایا اگر نیت نیک ہے تو اللہ تعالیٰ ہر شر سے محفوظ رکھے گا اس لئے نیت نیک ہونی چاہئے اور جماعت کی خاطر قربانی کو مقدم رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں جو شخص بدنظری اور خیانت سے، رشوت اور ہر ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے حضور انور نے خطبہ کے آخر پر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو امانتوں کو نیک نیتی سے ادا کرنے اور ہر قسم کی خیانت سے بچنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر صبر کرنا اللہ کے فضلوں کا وارث بنا دیتا ہے

محنت کی کمائی فرض ہے۔ مانگنے کی عادت کبھی نہ پیدا کرو

بدی کا جواب نیکی سے دو۔ ابتلاؤں پر حوصلہ اور صبر سے کام لینا چاہئے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۳ر فروری ۲۰۰۴ء بمطابق ۱۳ر تبلیغ ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلک يوم الدين - إياک نعبد و إياک نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۔اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾

(البقرہ:۱۵۴)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

صبر ایک ایسا خلق ہے، اگر کسی میں پیدا ہو جائے یعنی اس طرح پیدا ہو جائے جو اس کا حق ہے تو انسان کی ذاتی زندگی بھی اور جماعتی زندگی میں بھی ایک انقلاب آ جاتا ہے۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھتا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ صبر کرنے کا حق کس طرح ادا ہو؟ اس کو آزمانے کے لئے ہر روز انسان کو کوئی نہ کوئی موقع ملتا رہتا ہے، کوئی نہ کوئی موقع پیدا ہوتا رہتا ہے کوئی نہ کوئی دکھ، مصیبت، تکلیف، رنج یا غم کسی نہ کسی طرح انسان کو پہنچتا رہتا ہے، چاہے وہ معمولی یا چھوٹا سا ہی ہو۔ تو اس آیت میں فرمایا کہ جب کوئی ایسا موقع پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو تمہیں اس دکھ، تکلیف، پریشانی یا اس مشکل سے نکال سکتی ہے اس لئے اس کے سامنے جھکو، اس سے دعا مانگو کہ وہ تمہاری تکلیف اور پریشانی دور فرمائے لیکن دعا بھی تب ہی قبولیت کا درجہ پاتی ہے جب کسی قسم کا بھی شکوہ یا شکایت زبان پر نہ ہو اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کبھی نہ ہو بلکہ ہمیشہ صبر کا مظاہرہ ہو اور ہمیشہ صبر دکھاتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو اور اس سے عرض کرو کہ اے اللہ! میں تیرے سامنے سر رکھتا ہوں، تیرے سامنے جھکتا ہوں، تجھ سے ہی اپنی اس پریشانی اور تکلیف اور مشکل کو دور کرنے کی التجا کرتا ہوں۔ میں نے کسی اور کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا۔ یہ تکلیف یا پریشانی جو مجھے آئی ہے میری کسی غلطی کی وجہ سے آئی ہے یا میرے امتحان کے لئے آئی ہے میں اس کی وجہ سے تیرا نافرمان نہیں ہوتا، نہ ہونا چاہتا ہوں، اس کو دور کرنے کے لئے میں کبھی بھی غیر اللہ کے سامنے نہیں جھکتا۔ بلکہ صبر سے اس کو برداشت تو کر رہا ہوں لیکن تجھ سے اے میرے پیارے خدا! میں التجا کرتا ہوں کہ مجھے اس سے نجات دے اور ساتھ ہی یہ بھی التجا کرتا ہوں کہ اس امتحان میں، اس ابتلاء میں مجھے اپنے حضور میں ہی جھکائے رکھنا کبھی کسی غیر اللہ کے در پر جانے کی غلطی مجھ سے نہ ہو۔ اور یہ صبر اور یہ تیرے در پہ جھکنا اے اللہ! تیرے فضل سے ہی ہو سکتا ہے اور اے اللہ! کبھی اپنے نافرمانوں میں سے مجھے نہ بنانا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب یہ رویّہ تمہارا ہو گا اور اس فکر اور کوشش سے تم میرے در پر آؤ گے تو میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ پھر ایسے صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ایسے ایسے راستوں سے اس کی مدد کرتا ہے جہاں تک انسان کی سوچ بھی نہیں جا سکتی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے صبر کے معانی اور اس کی کیا کیا صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں کے بارے میں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے یہاں میں مختصراً کچھ عرض کر دیتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ صبر کے معنی کیا ہیں، اَلصَّبْرُ، صبر کے اصل معنی تو رکنے کے ہیں۔ مگر اس لفظ کے استعمال کے لحاظ سے اس کے مختلف معانی ہیں چنانچہ اس کے ایک معنی تَرْکُ الشِّکْوٰی مِنْ اَلَمِ الْبَلْوٰی لِغَیْرِ اللّٰہِ یعنی جب کوئی مصیبت اور ابتلاء وغیرہ انسان کو پہنچے اور اس سے تکلیف ہو تو خدا تعالیٰ کے سوا دوسروں کے پاس اس کی شکایت نہ کرنا صبر کہلاتا ہے، ہاں اگر وہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی بے کسی کی شکایت کرتا ہے تو یہ صبر کے منافی نہیں چنانچہ لغت کی کتاب اقرب الموارد میں لکھا ہے اِذَا دَعَااللّٰہَ الْعَبْدُ فِی کَشْفِ الضُّرِّ عَنْہُ لَایُقْدَحُ فِی صَبْرِہٖ جب بندہ خدا تعالیٰ سے اپنی مصیبت کے دور کرنے کے لئے دعا کرتا ہے تو اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اس نے بے صبری دکھائی ہے۔

چونکہ صبر کے اصل معنی رکنے کے ہوتے ہیں اس لئے محققین لغت نے لکھا ہے کہ اَلصَّبْرُ صَبْرَانِ، صَبْرٌ عَلٰی مَا تَھْوِیْ وَ صَبْرٌ عَلٰی مَا تَکْرَہُ یعنی صبر کی دو قسمیں ہیں جس چیز کی انسان کو خواہش ہو اس سے باز رہنا بھی صبر کہلاتا ہے اور جس چیز کو ناپسند کرتا ہو لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ آ جائے اس پر شکوہ نہ کرنا بھی صبر کہلاتا ہے۔

قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے کہ صبر اصل میں تین قسم کا ہوتا ہے۔ پہلا صبر تو یہ ہے کہ انسان جزع فزع سے بچے۔ قرآن کریم میں آتا ہے ﴿وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ﴾ (لقمان:۱۸) تجھے جو بھی تکلیف پہنچے تو اس پر صبر سے کام لے یعنی جزع فزع نہ کر۔ دوسرے یہ ہے کہ نیک باتوں پر اپنے آپ کو روک رکھنا یعنی نیکی کو مضبوط پکڑ لینا۔ ان معنوں میں یہ الفاظ اس آیت میں استعمال ہوئے ہیں۔ ﴿فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ وَلَا تُطِعْ مِنْھُمْ اٰثِمًا اَوْ کَفُوْرًا﴾ (الدھر:۲۵) اپنے رب کے حکم پر قائم رہ اور انسانوں میں سے گنہگار اور ناشکر گزار کی اطاعت نہ کر۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس قدر احکام قرب الٰہی کے حصول کے لئے دیئے گئے ہیں ان پر استقلال سے قائم رہنا اور اپنے قدم کو پیچھے نہ ہٹانا بھی صبر کہلاتا ہے۔ اور تیسرے معنے اس کے بدی سے رکے رہنے کے ہیں یعنی برائی سے رکے رہنے کے ہیں۔ ان معنوں میں یہ لفظ اس آیت میں استعمال ہوا ہے کہ ﴿وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ۔ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾۔ یعنی اگر وہ تجھے بلانے کے لئے گناہ سے باز رہتے اور اس وقت تک انتظار کرتے جب تک کہ تو باہر نکلتا تو یہ ان کے لئے بہت اچھا ہوتا مگر اب بھی وہ اصلاح کر لیں تو بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (تفسیر کبیر)

یہ جو تیسری مثال دی گئی ہے آیت کی اس سے پہلی آیت میں یہ ذکر ہے کہ لوگ آنحضرت ﷺ کو گھر سے بلانے کے لئے اونچی آواز سے گھر سے باہر کھڑے ہو کر بلاتے تھے تو اس پر یہ فرمایا کہ جب ان کے پاس وقت ہو گا کوئی ایسی ایمرجنسی نہیں ہے باہر آ جائیں گے، تم بلاوجہ نبی کا وقت ضائع نہ کیا کرو۔ یہ بے ادبی کی بات ہے کہ باہر کھڑے ہو کے آوازیں دینا اور انتہائی نامناسب ہے موقع محل کے لحاظ سے بات کرنا بھی صبر میں شمار ہوتا ہے اور بے موقع اور بے محل بات کرنا بے صبری ہے اور گناہ ہے۔

حدیث میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن قیسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی بھی کسی تکلیف دہ بات کو سن کر صبر کرنے والا نہیں یعنی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی بھی صبر کرنے والا نہیں۔ کیوں؟ وہ اس طرح کہ لوگ اللہ کا شریک بناتے ہیں اور اس کا بیٹا قرار دیتے ہیں اس کے باوجود وہ انہیں رزق دیئے جاتا ہے اور عافیت دیئے جاتا ہے اور عطا کئے جاتا ہے۔

(مسلم کتاب صفة القيامة)

تو دیکھیں کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمام گناہ معاف کر سکتا ہوں لیکن شرک کا گناہ معاف نہیں کروں گا۔ اور اس کے باوجود وہ مشرکوں کو بھی، عیسائیوں کو بھی جنہوں نے خدا کا بیٹا بنایا ہوا ہے،

رزق بھی دیتا ہے اور دوسری نعمتیں بھی ان کو عطا فرما رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ صبر کرنے والی ذات تو پھر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

حضرت صہیبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کا تمام معاملہ خیر پر مشتمل ہے اور یہ مقام صرف مومن کو حاصل ہے اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو یہ اس پر شکر بجالاتا ہے، الحمد للہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو یہ امر اس کے لئے خیر کا موجب ہوتا ہے اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ صبر کرتا ہے تو یہ امر بھی اس کے لئے خیر کا موجب بن جاتا ہے۔(مسلم کتاب الزھد باب المؤمن امرہ کلہ خیر)

تو جس طرح خوشی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا اس کا شکر کرنا، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا انسان کو وارث بناتا ہے۔ اسی طرح تکلیف میں صبر کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بناتا ہے۔ اس لئے ہر تکلیف جو مومن کو پہنچ رہی ہوتی ہے وہ اگر صابر ہے، صبر کرنے والا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والا بن جاتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، بےچینی، تکلیف اور غم پہنچتا ہے، یہاں تک کہ اگر اس کو کوئی کانٹا بھی لگتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کی بعض خطائیں معاف کر دیتا ہے۔

(بخاری کتاب المرضی باب ما جاء فی کفارۃ المرض)

تو ان لوگوں کے لئے جو ذرا ذرا سی بات پر بےصبری کا مظاہرہ کرتے ہیں، ان کے لئے انذار بھی ہے کہ اگر تم بےصبری کا مظاہرہ کرو گے، جزع فزع کرو گے تو اپنی خطائیں معاف کروانے کے موقع کو ضائع کر رہے ہو گے۔ دوسری طرف صبر کرنے والوں کے لئے کتنی بڑی خوشخبری ہے کہ ہلکی سی بھی تکلیف پر صبر کرنے والے کے صبر کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا، بغیر اجر دیئے نہیں جانے دیتا۔ اور خطائیں اور غلطیاں معاف فرماتا ہے۔ بعض لوگ بعض دفعہ کسی سے کوئی معمولی سی بات سن کر جھگڑے شروع کر دیتے ہیں۔ بعض دفعہ اس طرح بھی شکایات آجاتی ہیں کہ اجلاسوں میں بیٹھے ہوئے تُو تُو مَیں مَیں اور پھر لڑائی شروع ہو جاتی ہے اور اس اجلاس کے ماحول کے تقدس کو بھی خراب کر رہے ہوتے ہیں۔ حوصلہ اور صبر ذرا بھی نہیں ہوتا جبکہ مومن کے لئے بڑا سخت حکم ہے کہ صبر دکھاؤ، حوصلہ دکھاؤ، پھر ہمسائے ہیں، ہمسائے نے اگر کوئی بات کہہ دی تو اس سے ذرا سی بات پر لڑائی شروع ہو گئی۔ یہاں سے اینٹ اٹھا کے وہاں کیوں رکھ دی، وہاں کوئی پتھر کیوں رکھ دیا گیٹ کیوں کھلا رہ گیا۔ کار کیوں میرے گھر کے گیٹ کے سامنے آ گئی۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو لڑائی جھگڑے پیدا کر رہی ہوتی ہیں اور دونوں ہمسائے پھر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے، لڑنے کے مختلف حیلے بہانے تلاش کرتے رہتے ہیں اور انتہائی چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائیاں ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ مکان کی دیوار بنائی ہے۔ تمہاری دیوار میری زمین میں چند انچ سے بھی زائد آ گئی ہے۔ خالی کرو، یا تمہارے درخت کے پتے میرے گھر میں گرتے ہیں اس درخت کو وہاں سے کاٹو تو ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے قضاء میں مقدمے بھی چل رہے ہوتے ہیں۔ جو میں باتیں کر رہا ہوں یہ عملاً ایسا ہوتا ہے۔ شرم آتی ہے ایسی باتیں سن کر اور یہ باتیں پاکستان اور ہندوستان وغیرہ میں نہیں ہوتیں بلکہ اس طرح ہر جگہ ہو رہا ہے، یہاں بھی ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے بعض دفعہ لڑائی جھگڑے بڑھ رہے ہوتے ہیں۔ ہمسائے کو کچھ تعمیر نہیں کرنے دے رہے ہوتے حالانکہ دوسرے ہمسائے کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ ذرا ذرا سی بات پہ شکایتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ تو احمدی کا یہ فرض ہے کہ اگر کوئی ایسی حرکت کرتا بھی ہے تو اس کو معاف کرنا چاہئے۔ اور غصے پر قابو رکھنا چاہئے اور صبر کرنا چاہئے۔ کیونکہ خدا کو یہی پسند ہے۔

حضرت حسنؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہنے والا قطرہ خون اور رات کے وقت تہجد میں خشیت باری تعالیٰ کے نتیجے میں آنکھ سے ٹپکنے والے قطرے سے زیادہ کوئی قطرہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اور نہ ہی اللہ کو کوئی گھونٹ غم کے اس گھونٹ سے زیادہ پسند ہے جو انسان صبر کر کے پیتا ہے اور اسی طرح اللہ کو غصے کے گھونٹ سے زیادہ کوئی گھونٹ پسند نہیں جو غصہ دبانے کے نتیجہ میں وہ پیتا ہے۔(مصنف ابن ابی شیبۃ جلد ۷ صفحہ ۸۸)

پھر ایک روایت حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص پڑوسی کی شکایت لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضورؐ نے اس کو فرمایا کہ جا اور صبر کر۔ یہ شخص دو یا تین بار حضورؐ کی خدمت میں شکایت لے کر آیا تو پھر آنحضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ جا اور اپنا مال و متاع باہر رکھ دے یعنی اپنے گھر کا سامان سڑک پہ لے آ۔ چنانچہ اس نے اپنا مال راستے میں رکھ دیا۔ اس پر لوگوں نے اس کے بارے میں پوچھا کہ تم اس طرح کیوں کر رہے ہو تو ان کو بتاتا رہا کہ کس وجہ سے کر رہا ہوں۔ تب لوگوں نے اس ہمسائے پر لعنت ملامت کی اور کہنے لگے اللہ اس سے یوں کرے یوں کرے وغیرہ وغیرہ۔ اس پر اس کا ہمسایہ اس کے پاس آیا اور کہنے لگا تو اپنے گھر میں واپس چلا جا۔ اب تو مجھ سے کوئی ناپسندیدہ بات نہیں دیکھے گا۔(ترمذی کتاب الزھد باب مثل الدنیا قبل اربعۃ نفر) تو یہاں بھی صبر کی وجہ سے ہی معاملہ حل ہو گیا۔

حضرت کبشہ انماریؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تین چیزوں کے بارے میں قسم کھا کے بتاتا ہوں کہ انہیں اچھی طرح یاد رکھو، صدقہ بندے کے مال میں سے کچھ بھی کمی نہیں کرتا۔ جب بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسے اور عزت بخشتا ہے۔ پہلی بات یہ کہ صدقہ دو کیونکہ صدقے سے مال میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اضافہ ہوتا ہے اور جب کسی پہ ظلم کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت بخشتا ہے اور تیسری بات یہ کہ جس نے سوال کرنے کا دروازہ کھولا اللہ تعالیٰ اس کے لئے فقر اور محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

(ترمذی کتاب الزھد باب مثل الدنیا مثل اربعۃ نفر)

زیادہ مانگنے والے ہوں تو ان کی محتاجی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ایک تو خود ان میں بیٹھے رہنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ پھر خواہشات بھی بڑھتی رہتی ہیں۔ تو اس میں ایک تو صبر کرنے والے کے لئے خوشخبری ہے کہ صبر سے کام لو اگر تنگی بھی ہے کئے جاؤ تو اپنے خدا کی رضا کی خاطر صبر کرو اور جب اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر صبر کرو گے تو اللہ تعالیٰ جو دینے سے کبھی نہیں تھکتا وہ تمہیں نہ صرف اس مشکل اور تکلیف سے نکالے گا بلکہ صبر کی وجہ سے تمہیں عزت بھی دے گا۔ پھر ایک اہم بات یہ یہاں بیان فرمائی کہ مانگنے کی عادت اپنے اندر کبھی نہ پیدا کرو۔ جیسے مرضی حالات ہوں صبر شکر کے ساتھ گزارا کرو اور اسی طرح گزارا کرنے کی کوشش کرو کیونکہ اگر ایک دفعہ مانگنے کی عادت پڑ گئی تو پھر یہ بڑھتی چلی جائے گی۔ قناعت پھر بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ تن آسانی کی بھی عادت پڑ جاتی ہے، پتہ ہے کہ کھانے کو مل رہا ہے، کسی قسم کا کام کرنے کو دل نہیں چاہتا، اور صرف اس لئے کہ میری ساری ضروریات پوری ہو رہی ہیں مدد کے ذریعے سے تو ایسے نکمے مرد بیٹھے رہتے ہیں اور بیوی بچوں کی بھی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ اگر جماعتی وسائل کے مطابق محدود پیمانے پر ضروریات پوری ہو رہی ہوں تو بیوی بچوں کی بہت سی ایسی ضروریات بھی ہیں جو ان وسائل کے ساتھ پوری نہیں ہو سکتیں، ایک محدود مدد ہوتی ہے۔ تو بہرحال ہر انسان کو اگر مدد ہو بھی رہی ہو تو کام کرنا چاہئے، اپنی ذمہ داری خود اٹھانی چاہئے اس لئے جس قسم کا بھی کام ملتا ہو کرنا چاہئے اور ہر ایک کو اپنے پاؤں پر ہر ایک کو کھڑا ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ فرمایا کہ اگر تم سوال کرنے کی عادت جاری رکھو گے تو پھر اللہ تعالیٰ محتاجی میں بھی اضافہ کرتا چلا جائے گا اور اس وجہ سے پھر گھر سے برکت بھی اٹھ جاتی ہے۔ چنانچہ دیکھ لیں ایسے گھروں میں میاں بیوی کی لڑائیاں بھی ہو رہی ہوتی ہیں۔ بچے الگ پریشان ہو رہے ہوتے ہیں، نفسیاتی مریض بن رہے ہوتے ہیں۔ اس بات کو کوئی معمولی بات نہ سمجھیں۔ عزت اور وقار اسی میں ہے کہ خود محنت کر کے کمایا جائے۔ اور امدادوں یا وظیفوں کو کبھی مستقل آمدنی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض کی طرح محنت کی کمائی بھی فرض ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے اور بہت سے فرائض ہیں ان میں یہ بھی فرض ہے کہ محنت کر کے کماؤ اور کھاؤ۔

Kaiser Travel

Tel: 040-89726601 Mob: 0177-7601843 Fax : 040-89726603

اپنے کرم فرماؤں کے لیے خوشخبری

دنیا بھر میں کسی بھی جگہ خوشگوار سفر کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ سستی اور یقینی نشستوں کے حصول کے لئے ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔ ہمارے ہاں ہر ایئر لائن کی ٹکٹوں کی سہولت موجود ہے۔

پاکستان کے لئے ہماری سپیشل آفر

☆GULF AIR فرینکفرٹ سے کراچی، اسلام آباد، پشاور، لاہور 429.-Euro

سستی اور یقینی نشستیں حاصل کرنے کیلئے جلد سے جلد رابطہ کریں! بکنگ کی کوئی فیس نہیں!

گرمیوں کی چھٹیوں میں پریشانی سے بچنے کیلئے ابھی سے بکنگ کروائیں

Preis gilt bis zum 30.06.2004☆Alle Priese sind in Euro ohne Tax

Änderung und Druckfehler vorbehalten.

ACHTUNG! Storno Gebühren nach der Ticket ausstellung zwischen 100 und 150 Euro p.Person

میں نے دیکھا ہے کہ جن کو اپنی عزت نفس کا خیال ہو مانگنے سے گھبراتے ہیں۔ یہ مجھے پاکستان کا تجربہ ہے۔ ایسے خاندان بھی میری نظر سے گزرے ہیں جن کے وسائل اتنے بھی نہیں تھے کہ پورا مہینہ کھانا کھا سکیں تو بعض دن ایسے بھی آجاتے تھے کہ لنگر خانے سے آ کے سوکھے ٹکڑے لے جاتے تھے اور ان کو پانی میں بھگو کر کھاتے رہے۔ لیکن کبھی ہاتھ نہیں پھیلایا۔ گو بعد میں پتہ لگ گیا اور ان کی مدد کی گئی اور ضرورت پوری کی گئی، لیکن انہوں نے خود کبھی ہاتھ نہیں پھیلایا، ایسے سفید پوش بھی ہوتے ہیں۔ لیکن بعض ایسے ہیں کہ اچھی بھلی آمدنی ہو جس سے بہت اچھا نہ سہی لیکن غریبانہ گزارا چل رہا ہوتا ہے پھر بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں وظیفہ دیا جائے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے گھروں سے اللہ تعالیٰ برکت اٹھا لیتا ہے۔ اگر ہمت ہو اور نیک نیتی ہو تو بہت معمولی رقم قرضہ حسنہ کے طور پر لے کر بھی کام کیا جا سکتا ہے۔ مَیں نے بعض لوگوں کو اس طرح معمولی رقم سے کاروبار وسیع کرتے بھی دیکھا ہے۔ تو جب انسان ہمت کرے تو خدا تعالیٰ برکت بھی ڈالتا ہے۔ یہاں یورپ میں بھی بعض لوگ جو جوان ہیں بعض فارغ بیٹھے رہتے ہیں کہ ضروریات تو پوری ہو رہی ہیں تو ان کو بھی چاہئے کہ چاہے چھوٹے سے چھوٹا کام ملے اپنی تعلیم کے مطابق نہ بھی کام ملے تب بھی کام کرنا چاہئے فارغ بہرحال نہیں بیٹھنا چاہئے۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے بعض افراد نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مال طلب کیا جس شخص نے بھی آنحضور ﷺ سے مانگا آنحضور ﷺ نے اسے نواز دیا حتی کہ آپ کے پاس جمع شدہ مال ختم ہو گیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ میرے پاس جو مال ہوتا ہے جب تک وہ میرے پاس ہوتا ہے تو میں اسے دونوں ہاتھوں سے خرچ کرتا رہتا ہوں۔ میں اسے تم سے بچا کر تو نہیں رکھتا لیکن تم میں سے جو شخص سوال کرنے سے بچے گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے عفو کا سلوک فرمائے گا، اور جو کوئی صبر کا مظاہرہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر عطا کر دے گا۔ اور جو کوئی استغناء ظاہر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا۔ اور تمہیں کوئی عطا صبر سے بہتر اور وسیع تر نہیں دی گئی۔ (بخاری کتاب الرقاق باب الصبر عن محارم الله)

پھر حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں اپنی بھوک مٹا لی قیامت کے دن یہ اس کی امیدوں کے درمیان روک ہو گی۔ اور جس نے حالت فقر میں اہل ثروت کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا وہ رسوا ہو گا اور جس نے حالت فقر میں صبر سے کام لیا اللہ تعالیٰ اسے جنت فردوس میں جہاں وہ شخص چاہے گا اسے ٹھہرائے گا۔

(مجمع الزوائد جلد ۱۰ صفحہ ۲۴۸)

پھر ہمارے معاشرے کی ایک یہ بھی بیماری ہے کہ جس کے ہاں صرف بیٹیاں پیدا ہو جائیں یا زیادہ بیٹیاں پیدا ہو جائیں وہ بیٹیوں کے حقوق اس طرح ادا نہیں کرتے جس طرح اولاد کے کرنے چاہئیں۔ بلکہ بعض تو باقاعدہ اپنی بیٹیوں کو کوسنے بھی دیتے رہتے ہیں اور بعض بچیاں تو اتنی تنگ آجاتی ہیں کہ لکھتی ہیں کہ لگتا ہے کہ ہم ماں باپ پر بوجھ بن گئے ہیں، ہمیں تو اب اپنی موت کی خواہش ہونے لگ گئی ہے۔ تو ایسے ماں باپ کو جو بیٹیوں سے اس قسم کا سلوک کرتے ہیں خوف کرنا چاہئے۔ ان کو تو اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بچیاں دے کر ان کے لئے آگ سے بچنے کے لئے انتظام کر دیا ہے۔

حدیث میں آتا ہے حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ جسے زیادہ بیٹیوں سے آزمایا گیا اور اس نے ان پر صبر کیا تو اس کی بیٹیاں اس کے لئے آگ سے پردے یا ڈھال کا باعث ہوں گی۔ (ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی النفقة علی البنات والأخوات)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک یتیم یا دو یتیموں کو پناہ دی اور پھر اس پر ثواب کی نیت سے صبر کیا تو آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ میں اور وہ جنت میں اس طرح ساتھ ہوں گے جس طرح شہادت کی انگلی اور ساتھ والی انگلی ساتھ ساتھ ہوتی ہیں۔ (المجمع الاوسط جلد ۸ صفحہ ۲۲۷)

تو یتیموں کی پرورش کرنا اور ان کو حوصلے اور ہمت سے اپنے گھروں میں رکھنا اور اپنے بچوں کی طرح ان سے سلوک کرنا، یہ بڑی نیکی کا کام ہے اور اس حدیث میں ایسا کام کرنے والوں کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے جو یتیموں کو پالتے ہیں کیونکہ پیار اور محبت سے کسی کے بچے کو پالنا اور پھر اس کی سب باتوں کو حوصلے اور صبر سے برداشت کرنا اور ان کی تربیت کرنا اور اپنی کمائی میں سے حوصلے اور ہمت سے خرچ کرنا اپنی بعض خواہشات پر صبر کرتے ہوئے ان کو دبانا اور یتیم بچوں کے اخراجات پورے کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے یہ بہت بڑی نیکی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بہت بڑی خوشخبری فرمائی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے ﴿تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ﴾ کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مَرْحَمَہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے۔ اور اس کے لئے دعا بھی کی جاوے۔ دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۰۔۲۱۔ جدید ایڈیشن)

اگر اس اصول پہ عمل کریں تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی کسی کا عیب بیان کرے۔ نہ آپ چالیس دن دعا کریں گے اور نہ عیب بیان ہو گا۔ یہ بہت اہم نصیحت ہے کہ اگر کسی سے کوئی تکلیف بھی پہنچے اس میں کوئی عیب بھی دیکھو تو بجائے لوگوں میں پھیلانے کے ان کے لئے دل میں رحم پیدا کرو، ان کے لئے دعا کرو، اس پر صبر کرو اور صبر اور مستقل مزاجی سے اس کے لئے دعا کرو، اگر یہ باتیں کسی معاشرے میں پیدا ہو جائیں تو کیا اس معاشرے میں کوئی مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے؟ بہت ساری برائیاں معاشرے سے ختم ہو جائیں۔

اب جماعتی زندگی میں انسان کو صبر کا کس طرح مظاہرہ کرنا چاہئے۔ یعنی ہمارے اندر جو نظام ہے اس کے اندر وہ یہی ہے کہ امیر کی یا کسی عہدیدار کی طرف سے اگر زیادتی بھی ہو جائے تو برداشت کریں، صبر کریں، حوصلہ دکھائیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ خلیفہ وقت تک اس کی شکایت پہنچا دیں لیکن اپنی اطاعت میں کبھی فرق نہ آنے دیں۔

حدیث میں آیا ہے، حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے امیر میں ایسی بات دیکھی جسے وہ ناپسند کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ صبر کرے یاد رکھو کہ جس نے جماعت سے بالشت بھر بھی انحراف کیا اور وہ اسی حالت میں مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔ (مسلم کتاب الامارة باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن)

ہمیں ان حدیثوں میں مختلف صورتوں میں اور مختلف موقعوں پر صبر کی تلقین کی گئی ہے۔ اور ساتھ یہ بھی کہ اگر صبر کرو گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا قرب پاؤ گے، میری جنتوں کے وارث ٹھہرو گے۔ لیکن جب دعا کرنے کے طریقے اور سلیقے سکھائے تو یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے صبر مانگو بلکہ فرمایا کہ مجھ سے میرا فضل مانگو اور ہمیشہ ابتلاؤں سے بچنے کی دعا مانگو۔ اس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے۔

ترمذی میں روایت ہے حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ اے اللہ! میں تجھ سے تیری نعمت کی انتہا کا طلب گار ہوں۔ آپؐ نے اس سے فرمایا نعمت کی انتہا سے کیا مراد ہے اس شخص نے جواب دیا میری اس سے مراد ایک دعا ہے جو میں نے کی ہوئی ہے اور جس کے ذریعے میں خیر کا امیدوار ہوں۔ آپؐ نے فرمایا نعمت کی ایک انتہاء یہ ہے کہ جنت میں داخلہ نصیب ہو جائے اور آگ سے نجات عطا ہو۔ اسی طرح آپؐ نے ایک اور شخص کی دعا سنی جو کہہ رہا تھا یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام تو آپؐ نے فرمایا تمہاری دعا قبول ہو گئی اب مانگ جو مانگنا ہے۔ تو اس طرح اللہ کا واسطہ دے کر مانگا جا رہا ہے۔ اسی طرح آپؐ نے ایک اور شخص کو سنا جو دعا کر رہا تھا۔ اے میرے اللہ! میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں آپؐ نے فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ سے ابتلاء مانگا ہے۔ (صبر مانگنے کا مطلب یہی ہے کہ ابتلا مانگا ہے) یعنی کوئی ابتلاء آئے گا تو صبر کرو گے۔ خدا سے عافیت کی دعا

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar**

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔ نایاب ٹریول۔

مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔ بیگ سے رابطہ کریں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613

e-mail: nayaab@web.de

Pionier Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

کرو۔(ترمذی کتاب الدعوات)۔آنحضرتؐ نے فرمایا اگر مانگنا ہے تو اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگا کرو۔کبھی اس طرح دعا نہ مانگو کہ مَیں صبر مانگتا ہوں۔

یہ تو بعض ذاتی معاملات کے بارے میں بتایا۔اب جماعتی ابتلاء ہے، مخالفین کی طرف سے جماعت پر مختلف وقتوں میں آتے رہتے ہیں۔ان میں بھی ہر احمدی کو ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے رہنا چاہئے۔ ہمیشہ صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگنی چاہئے، پاکستان میں تو یہ حالات تقریباً جب سے پاکستان بنا ہے احمدیوں کے ساتھ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ احمدیوں نے صبر اور حوصلے سے ان کو برداشت کیا ہے۔اور کبھی اپنے ملک سے وفا میں کمی نہیں آنے دی، یا اس وجہ سے ایک قدم بھی وفا میں پیچھے نہیں ہٹے۔اور جب بھی ملک کو ضرورت پڑی۔سب سے پہلے احمدیوں کی گردنیں کٹیں۔اور گردن کٹوانے کے لئے سب سے پہلے یہی آگے ہوئے۔اور آئندہ بھی ملک کو ضرورت پڑے گی تو احمدی ہی صف اول میں شمار ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔اسی طرح آج کل بنگلہ دیش میں بھی احمدیوں کے خلاف کوئی نہ کوئی فتنہ وفساد اٹھتا رہتا ہے۔چند سال پہلے مسجد میں بم پھٹا وہاں بھی چند احمدی شہید ہوئے اور گزشتہ سال بھی مخلص احمدی شاہ عالم صاحب کو شہید کیا گیا۔ تو ایک مستقل تلوار یہاں بھی احمدیوں پر لٹکی ہوئی ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے حوصلے اور صبر سے کام لے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان پر بھی اپنا فضل فرمائے۔ جتنا چاہیں یہ ہم پر ظلم کرلیں اور جہاں جہاں بھی اور جس جس ملک میں ظلم کرنا چاہتے ہیں کرلیں لیکن احمدی ہر جگہ اپنے ملک کے ہمیشہ وفادار ہی ہوں گے۔اور جتنا دعویٰ کرنے والے یہ مخالفین ہیں اپنی وفاؤں کے ان سے زیادہ وفادار ہوں گے۔اور الٰہی جماعتوں سے دشمنی اور مخالفت کا سلوک ہمیشہ رہا ہے۔سب سے زیادہ تو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سلوک ہوا اور آپؐ نے کمال صبر کا مظاہرہ کیا، طائف کا واقعہ اس کی یاد دلاتا ہے کس طرح پتھر برسائے گئے لیکن آپؐ کا سلوک اس کے بعد کیا تھا۔

ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ مجھے عروہؓ نے بتایا کہ انہیں ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپؐ پر جنگ احد سے سخت دن بھی کبھی آیا ہے۔ اس پر آنحضورؐ نے فرمایا مجھے تیری قوم سے بڑے مصائب پہنچے ہیں اور عقبہ والے دن مجھے سب سے زیادہ تکلیف پہنچی تھی۔جب میں نے اپنا دعویٰ عبد یا لیل بن کلال کے سامنے پیش کیا تو اس نے میری خواہش کے مطابق مجھے جواب نہ دیا اور لڑکوں کو میرے پیچھے لگا دیا پھر میں غمزدہ چہرے کے ساتھ قرن الثعالب نامی مقام تک آیا میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو کیا دیکھا کہ میرے اوپر ایک بادل سایہ فگن ہے۔میں نے غور سے دیکھا تو اس میں جبرئیل تھے۔اس نے مجھے پکارا اور کہا اللہ تعالیٰ نے تیری قوم کے تیرے بارے میں تبصرے اور جواب سن لئے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے تاکہ تو ان کے بارے میں اسے جو چاہے حکم دے۔پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے پکارا، مجھے سلام کہا پھر کہا اے محمد! آپ کو ان کے بارے میں اختیار ہے آپ چاہتے ہیں کہ میں ان پر یہ دونوں پہاڑ گرادوں؟ تو میں ایسا کرنے پر تیار ہوں۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، میں ان کو تباہ کرنا پسند نہیں کرتا بلکہ میں تو یہ اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولادوں میں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں اور اس کا کسی کو بھی شریک قرار نہ دیں۔(بخاری کتاب المغازی باب مرجَعُ النبیؐ من الاحزاب ومخرجه الی بنی قریظة ومحاصرته ایاهم)۔ہمیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے آئندہ بھی ایسا ہی ہو گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔تیرہ برس کا زمانہ کم نہیں ہوتا اس عرصہ میں آپؐ نے (یعنی آنحضرت ﷺ نے) جس قدر دکھ اٹھائے ان کا بیان بھی آسان نہیں ہے۔قوم کی طرف سے تکالیف اور ایذارسانی میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی جاتی تھی۔اور ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر واستقلال کی ہدایت ہوتی اور بار بار حکم ہوتا تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں نے صبر کیا ہے تو بھی صبر کر اور آنحضرت ﷺ کمال صبر کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کرتے تھے اور تبلیغ میں سست نہ ہوتے تھے۔بلکہ قدم آگے ہی پڑتا تھا اور اصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا صبر پہلے نبیوں جیسا نہ تھا کیونکہ وہ تو ایک محدود قوم کے لئے مبعوث ہو کر آئے تھے اس لئے ان کی تکالیف اور ایذارسانیاں بھی اسی حد تک محدود ہوتی تھیں لیکن اس کے مقابلے میں آنحضرتؐ کا صبر بہت ہی بڑا تھا کیونکہ سب سے اول تو اپنی ہی قوم آپ ﷺ کی مخالف ہوگئی اور ایذارسانی کے درپہ ہوئی اور عیسائی بھی دشمن ہو گئے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۵۳ ۔جدید ایڈیشن)

پھر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:’’ہماری جماعت کے لئے بھی اسی قسم کی مشکلات ہیں جیسے آنحضرت ﷺ کے وقت مسلمانوں کو پیش آئے تھے۔چنانچہ نئی اور سب سے پہلی مصیبت تو یہی ہے کہ جب کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہوتا ہے تو معاً دوست، رشتہ دار، اور برادری الگ ہو جاتی ہے۔یہاں تک کہ بعض اوقات ماں باپ اور بہن بھائی مخالف ہو جاتے ہیں۔السلام علیکم تک کے روادار نہیں رہتے اور جنازہ پڑھنا نہیں چاہتے۔اس قسم کی بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت کے آدمی بھی ہوتے ہیں اور ایسی مشکلات پر وہ گھبرا جاتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے۔تم انبیاء اور رسل سے زیادہ نہیں ہو، ان پر اس قسم کی مشکلات اور مصائب آئے اور یہ اسی لئے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقع ملے۔دعاؤں میں لگے رہو، پس یہ ضروری ہے کہ تم انبیاء اور رُسل کی پیروی کرو اور صبر کے طریق کو اختیار کرو، تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔وہ دوست جو تمہیں قبول حق کی وجہ سے چھوڑتا ہے وہ سچا دوست نہیں ہے۔ورنہ چاہئے تھا کہ تمہارے ساتھ ہوتا۔تمہیں چاہئے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلے میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ان سے دنگا یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے غائبانہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے۔تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔دیکھو میں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو، بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو۔بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص بڑے جوش سے مخالفت کرتا ہے اور مخالفت میں وہ طریق اختیار کرتا ہے جو مفسدانہ طریق ہو جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا۔تو خود اسے شرم آجاتی ہے۔اور وہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے۔میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۵۶۔۱۵۷۔ جدید ایڈیشن)

پھر آپ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:’’فتنہ کی بات نہ کرو، شر نہ کرو، گالی پر صبر کرو کسی کا مقابلہ نہ کرو جو مقابلہ کرے اس سے سلوک اور نیکی سے پیش آؤ شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھلاؤ۔سچے دل سے ہر حکم کی اطاعت کرو کہ خدا تعالیٰ راضی ہو اور دشمن بھی جان لے کہ اب بیعت کر کے یہ شخص وہ نہیں رہا جو کہ پہلے تھا۔مقدمات میں سچی گواہی دو۔اس سلسلے میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ پورے دل، پوری ہمت اور ساری جان سے راستی کا پابند ہو جائے دنیا ختم ہونے پر آئی ہوئی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۲۰۔۲۲۱۔ جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁ ❁ ❁❁❁

اعلان نکاح وشادی

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت موجودگی میں ۲۰ ردسمبر ۲۰۰۳ء کو مکرم مولانا لئیق احمد صاحب طاہر مبلغ سلسلہ نے مکرم میر عبد الجبار عشرت صاحب ابن مکرم میر عبد الرشید تبسم صاحب مربی سلسلہ کے نکاح کا اعلان مکرمہ نعماء امتہ القدوس صاحبہ بنت مکرم میاں عبد المجید صاحب مرحوم کے ساتھ کیا۔

۲۸ ردسمبر کو رخصتانہ اور ۲۹ ردسمبر کو ولیمہ کی تقریبات مسجد فضل لندن کے احاطہ میں منعقد ہوئیں۔ان ہر دو تقریبات میں بھی از راہ شفقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے شرکت فرمائی اور دعاؤں سے نوازا۔اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے اپنی دینی ودنیوی ہر لحاظ سے بہت بابرکت فرمائے۔

آمین اللھم آمین۔

❁❁❁❁❁

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا

(نصیر احمد انجم۔ ربوہ)

ہمارے پیارے آقا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا بچپن اور جوانی کچھ اس طرح تھی کہ ایک لڑکا جو سکول سے اکثر غیر حاضر رہتا کیونکہ اس کی آنکھیں خراب رہتیں، جسے جگر کی تکلیف بھی تھی جس کی Hand writing خراب، جسے اساتذہ سکول کی پڑھائی چھوڑنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ مگر یہی گیارہ سالہ لڑکا جب انجمن تشحیذ الاذہان کے ایک اجلاس میں تقریر کرتا ہے تو سینکڑوں نغمے تڑپ اٹھتے ہیں اور کیف میخانہ چھلک پڑتا ہے۔ اسی تقریر کے بارہ میں حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانیؓ اپنے تاثرات ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:۔

’’تقریر کیا تھی علوم و معرفت کا دریا اور روحانیت کا ایک سمندر تھا۔ تقریر کے خاتمہ پر حضرت مولانا نورالدین کھڑے ہوئے اور آپ نے تقریر کی بے حد تعریف کی۔ قوت بیان اور روانی کی داد دی۔ نکات قرآنی اور لطیف استدلال پر بڑے تپاک اور محبت سے مرحبا، جزاک اللہ کہتے ہوئے دعائیں دیتے نہایت اکرام کے ساتھ گھر تک آپ کے ساتھ آ کر رخصت فرمایا۔‘‘ (الحکم ۷؍اکتوبر ۱۹۳۹ء)

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کے مصداق ۱۹۰۶ء میں ۱۸ سال کی عمر میں حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی پہلی پبلک تقریر میں سورۃ لقمان کی تفسیر فرمائی۔ جس پر حضرت قاضی ظہور الدین صاحب اکملؓ نے یہ تبصرہ کیا:۔

’’میں ان کی تقریر خاص توجہ سے سنتا رہا۔ کیا بتاؤں فصاحت کا ایک سیلاب تھا جو اپنے پورے زور سے بہہ رہا تھا۔ واقعی اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں۔ میرے خیال میں یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے۔‘‘

(الحکم ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد ۱۹۰۸ء کے جلسہ سالانہ میں آپ نے ’’ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں‘‘ کے عنوان پر تقریر فرمائی اس کے متعلق حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ نے لکھا:۔

’’بلا مبالغہ صاحبزادہ صاحب کی تقریر میں قرآن مجید کے حقائق و معارف کا سادہ اور مسلسل الفاظ میں ایک خزانہ تھا۔ پلیٹ فارم پر سے صاحبزادہ صاحب اس لب و لہجہ میں بول رہے تھے جو حضرت امام علیہ السلام کا تھا۔ صاحبزادہ صاحب نے تشنہ حقائق قوم کو باپ کی طرح سیراب کر دیا۔‘‘

(الحکم ۱۹۳۹ء جوبلی نمبر صفحہ ۶۷)

اسی تقریر کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے فرمایا کہ میاں نے بہت سی آیات کی ایسی تفسیر کی ہے جو میرے لئے بھی نئی تھی۔

(تشحیذ الاذہان جنوری ۱۹۰۹ء)

یہ تو اوائل عمری کی باتیں تھیں اور جیسے جیسے آپ عمر کی سیڑھی پر قدم بڑھاتے گئے ویسے ویسے معارف لدنیہ اور حقائق فرقانیہ کے ناپیدا کنار سمندر کے شناور بنتے گئے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے انداز خطابت کی کچھ جھلکیاں آپ نے ملاحظہ کیں اب ذرا حضرت صاحب کی تحریرات کے آئینہ کی کچھ عکاسیاں آپ کو دکھاتا ہوں۔ معارف اور معانی تو سوا ہیں ہی، آپ کی نثر و نظم اردو ادب میں اپنا منفرد و ممتاز مقام رکھتی ہیں۔ حضرت محمودؓ کی طرز نگارش موضوع سخن کے مطابق سنجیدہ، متین، مدلل، سلیس، روانئ نیل کے مشابہ، پرتاثیر، حسن آفرین، قوی اور فصیح و بلیغ ہوتی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی تحریر کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ آپ سادہ اور عام فہم رنگ میں بڑے گہرے معارف بیان فرما جاتے ہیں۔ آپ کے کلام میں فکر کو مہمیز کرنے والی قوت کے ساتھ دل کو گداز اور گرم کرنے والی توانائی بھی پائی جاتی ہے۔ کہیں لطافت و نفاست دامن دل کھینچتی ہے تو کہیں جمال و رفعت کبریائی کا نظارہ دکھاتی ہے۔ آپ سلیقے اور قرینے سے تشبیہات و استعارات بھی استعمال کرتے ہیں۔ بلاغت کی دوسری صنعتیں بھی موزونیت سے برتی جاتی ہیں لیکن آرائش کلام کی گراں بار کوشش کہیں نظر نہیں آتی۔

آپ کی تصنیفات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ مگر اس چمن کا گل سرسبد ’’تفسیر کبیر‘‘ ہے۔ اس میں علوم قرآنی کے گہر ہائے آبدار کان معانی و معدن عرفان سے اس طور پر نکالے گئے ہیں کہ غوّاص معارف پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے۔ تفسیر کبیر میں گھنجلک مسائل کی گتھیاں اس طرح سلجھائی گئی ہیں اور ترتیب قرآنی کا ایسا مضمون باندھا ہے کہ تمام سابقہ تفاسیر اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ کارلائل قرآن کے محاسن ماننے کے باوجود کہتا ہے کہ: IT IS BEAUTIFUL JARGON یعنی بہت ہی خوبصورت مگر بے ربط ہے۔ مگر آپ نے بدلائل ثابت کیا کہ سارا قرآن بڑا حسین اور پر حکمت اور مرتب کلام ہے۔ اس کی سورتیں اور آیات گل دمیدہ کی طرح، نظام شمسی کی مثال، مربوط، منظّم اور ہم آہنگ ہیں۔ قرآن میں استعارات کا حل، مقطعات کا بیان، پیشگوئیوں کی تشریح و تعیین، عصمتِ انبیاء، مستشرقین کے دلائل کا رد اور اس جیسے اور بہت سے مغلقات کے عمدہ اور قابل تسلیم حل ان تفاسیر کے تابناک صفحات پر گوہر افشانی کر رہے ہیں۔

قرآنی علوم سے مستنبط، تاریخ عالم، قوموں کا عروج و زوال اس کے اسباب اور نتائج، علم النفس کے حوالے اور سب سے بڑھ کر قرب الٰہی کے ذرائع ایسے مضامین ہیں جو انسان کو تشکک و ارتیاب کی پر خار وادیوں سے نکال کر یقین و تسکین کے جادہ مستقیم پر لا کھڑا کرتے ہیں۔ علیم و خبیر خدا نے آپ کو کشفی طور پر بھی قرآن کے علوم سکھائے۔ آپ رقم طراز ہیں۔

’’ایک وجود میرے سامنے آیا اور کہنے لگا میں خدا کا فرشتہ ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ میں تمہیں سورۃ فاتحہ کی تفسیر سکھا دوں۔ میں نے کہا سکھاؤ۔ وہ سکھاتا گیا، سکھاتا گیا اور سکھاتا گیا یہاں تک کہ جب ایاک نعبد و ایاک نستعین تک پہنچا تو کہنے لگا آج تک جس قدر مفسرین گزرے ہیں ان سب نے یہیں تک تفسیر کی ہے لیکن میں تمہیں آگے سکھانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا سکھاؤ اور وہ سکھاتا چلا گیا یہاں تک کہ ساری سورۃ فاتحہ کی تفسیر اس نے مجھے سکھا دی۔‘‘ (الموعود صفحہ ۸۴)

فرمایا اس کے بعد میں نے جب بھی اس سورۃ کی تفسیر بیان کی ہے نئے نئے نکات بیان کئے ہیں۔

دنیا بھر کے علماء کو چیلنج

خدا نے آپ کو بے پایاں علم قرآن عطا فرمایا تھا جو آپ نے دنیا والوں کے سامنے ایک نشان کے طور پر پیش کیا اور بڑی تحدی سے چیلنج دیا کہ کون مبارز ہے جو میدان میں اترے مگر ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

آپ نے علماء دیوبند کو یوں چیلنج دیا:

’’ان مولویوں کو میں اپنے مقابلے میں بلاتا ہوں۔ اگر وہ آئے تو دیکھیں گے کہ حضرت مرزا صاحب کے ایک ادنیٰ غلام کے مقابلہ میں ان کا کیا حشر ہوتا ہے ان کی قلمیں ٹوٹ جائیں گی۔ ان کے دماغوں پر پردے پڑ جائیں گے اور وہ کچھ نہیں لکھ سکیں گے۔ اگر انہیں ہمت اور جرأت ہے تو مقابلہ پر آئیں۔‘‘

(الفضل ۱۶ جولائی ۱۹۲۵ء)

آپ نے چیلنج کے دائرہ کو علماء سے بڑھا کر ساری دنیا کو ان الفاظ میں دعوت مقابلہ دی:

’’وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا ہے اور وہ چشمۂ روحانی جو میرے سینہ میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی شخص ایسا ہے جو دعویٰ کرتا ہو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علم قرآن بخشا ہے اور اس زمانہ میں اس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے۔‘‘

(الموعود صفحہ ۲۱۱۔۲۱۰)

آپ فرماتے ہیں:۔ ’’دنیا کا کوئی فلاسفر دنیا کا کوئی پروفیسر دنیا کا کوئی ایم۔ اے خواہ وہ ولایت پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو خواہ وہ منطق کا ماہر ہو خواہ وہ دنیا کے کسی علم کا ماہر ہو میرے سامنے اگر قرآن اور اسلام پر اعتراض کرے تو نہ صرف میں اس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں۔‘‘

(الفضل ۱۹ فروری ۱۹۵۶ء)

آپ نے ایک موقعہ پر پھر یہ تحدی فرمائی:

’’میں نے کوئی امتحان پاس نہیں کیا۔ ہر دفعہ فیل ہی ہوتا رہا ہوں مگر اب میں خدا کے فضل سے کہتا ہوں کہ کسی علم کا مدعی آ جائے اور ایسے علم کا مدعی آ جائے جس کا میں نے نام بھی نہ سنا ہو اور اپنی باتیں میرے سامنے مقابلے کے طور پر پیش کرے اور میں اسے لاجواب نہ کر دوں تو جو اس کا جی چاہے کہے۔ ضرورت کے وقت ہر علم خدا مجھے سکھاتا ہے اور کوئی شخص نہیں ہے جو میرے مقابلہ میں ٹھہر سکے۔‘‘ (ملائکۃ اللہ صفحہ ۵۳)

غیروں کی گواہی

آپ کے علمی تبحر اور معارف قرآنی سے ہر کوئی متاثر ہوا اور اپنوں اور بیگانوں نے اس کا اعتراف کیا۔ چند ایک حوالے پیش خدمت ہیں۔

❁ علامہ نیاز فتح پوری ایڈیٹر ’’نگار‘‘ کہتے ہیں:

’’یہ تفسیر (یعنی تفسیر کبیر) اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کا تبحر علمی، آپ کی وسعت نظر، آپ کی غیر معمولی فراست، آپ کا حسن استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے۔‘‘

(ملاحظات نیاز فتح پوری صفحہ ۱۲۵
الفضل ۱۹ فروری ۱۹۷۶ء)

❁ مولانا ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر ’’زمیندار‘‘ جو شدید معاند احمدیت تھے انہیں بھی اقرار کرنا پڑا:۔

’’اے احراریو! کان کھول کر سن لو۔ تم اور تمہارے لگے بندے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے۔ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔‘‘ (’’ایک خوفناک سازش‘‘ از مولانا مظہر علی اظہر۔ صفحہ ۱۹۶ بحوالہ الفضل ۱۹ فروری ۱۹۷۶ء) اسے کہتے ہیں والفَضلُ ما شھدت بہ الاعداءُ۔

❁ مشہور کالم نویس م۔ش نے ’’نوائے وقت‘‘ کے کالم ’’لاہور کی ڈائری‘‘ میں لکھا:۔

’’مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ۱۹۱۴ء میں خلافت کی گدی پر متمکن ہونے کے بعد جس طرح اپنی جماعت کی تنظیم کی اور جس طرح صدر انجمن احمدیہ کو ایک فعال اور جاندار ادارہ بنایا اس سے ان کی بے پناہ تنظیمی قوت کا پتہ چلتا ہے۔ اگرچہ ان کے پاس کسی یونیورسٹی کی ڈگری نہیں تھی لیکن انہوں نے پرائیویٹ طور پر مطالعہ کر کے اپنے آپ کو واقعی علامہ کہلانے کا مستحق بنا لیا تھا ...... مرزا صاحب ایک نہایت سلجھے ہوئے مقرر اور منجھے ہوئے نثر نگار تھے اور ہر ایک واقعہ کو بلا دریغ استعمال کرتے تھے جس سے جماعت کی ترقی کی راہیں کھلتی ہوں۔ جماعتی نقطہ نگاہ سے ان کا یہ بڑا کارنامہ تھا کہ تقسیم برصغیر کے بعد جب قادیان ان سے چھن گیا تو انہوں نے ربوہ میں دوسرا مرکز قائم کر لیا۔‘‘ (نوائے وقت ۱۹۶۵ء)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

❁ ہفت روزہ ''انصاف'' راولپنڈی اپنی ۱۱ رنومبر ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

''......مرزا صاحب ......فرقہ احمدیہ کے امام ہونے کے علاوہ کشمیر کے تعلق میں ایک بڑی سیاسی اہمیت کے مالک تھے ۔آپ کو اگر کشمیر کی تحریک کے بانیوں میں سے قرار دیا جائے تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ مرزا صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے بانی اور صدر اول تھے ۔اب سے پینتیس سال قبل اس کمیٹی نے جموں و کشمیر میں تحریک آزادی کو فروغ دیا اور اس کی آبیاری کی ۔...... چنانچہ جہاں بھی کشمیر کا ذکر آتا ہے مرزا صاحب کا ذکر بھی لازی طور پر آتا ہے۔''

❁ روزنامہ ''حقیقت'' لکھنؤ کے ایڈیٹر جناب مکرم انیس احمد صاحب عباسی بی۔اے کاکوروی نے اپنے روزنامہ کی ۱۰ نومبر ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں لکھا:

''مذہبی اختلافات سے قطع نظر مرزا صاحب مرحوم کی ذات بہت سی صفات کی حامل تھی ۔ان کے تبحر علمی، حیرت انگیز ذہانت اور سیاسی فراست کا اندازہ بہت سے ممتاز غیر احمدی افراد کو بھی تھا۔ چنانچہ آج سے تقریباً تیس سال قبل مرزا صاحب مرحوم نے یو۔پی کے دورہ میں ایک روز دن بھر خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب ایم ۔ایل ۔سی بیرسٹر مرحوم کے یہاں کانپور میں بھی قیام کیا تھا۔حافظ صاحب سے چند روز بعد جب ملاقات ہوئی تو راقم السطور نے ان کو مرزا صاحب کا بہت معترف پایا۔حافظ صاحب فرماتے تھے کہ ایسے قابل وفاضل اور ایسے روشن ضمیر اور عالی دماغ لیڈر اگر مسلمانوں میں چند ہی پیدا ہو جائیں تو قوم کی حالت سنبھل جائے گی ۔راقم السطور کو خود بھی مرزا صاحب سے کئی دفعہ ملاقات کا اتفاق ہوا اور ہر دفعہ ان کی غیر معمولی قابلیت ،بصیرت و فراست سے بہت متاثر ہوا۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان میں وہ تمام جوہر تھے جو بڑے قائدین میں ہونے چاہئیں۔ مذہبی عقائد سے اختلاف رکھنے کے بناء پر کسی بڑی شخصیت کی اعلیٰ صفات اور قومی خدمات کی قدر و وقعت نہ کرنا ایک بہت ہی افسوسناک کمزوری ہے۔......''

(روزنامہ ''حقیقت'' لکھنؤ ۱۰.۱۱.۶۵)

❁ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے مؤقر رسالہ ''صدق جدید'' لکھنؤ مجریہ ۱۹ نومبر ۱۹۶۵ء میں مندرجہ ذیل نوٹ شائع ہوا:

''دوسرے عقیدے ان کے جیسے بھی ہوں قرآنی علوم ،قرآن کی عالمگیر اشاعت اور اسلام کی آفاق گیر تبلیغ میں جو کوششیں انہوں نے سرگرمی اور اولوالعزمی سے اپنی طویل عمر میں جاری رکھیں ان کا صلہ اللہ انہیں عطا فرمائے اور ان خدمات کے طفیل ان کے ساتھ عام معاملہ درگزر کا فرمائے۔ علمی حیثیت سے قرآنی حقائق و معارف کی جو تشریح، تبیین و ترجمانی وہ کر گئے ہیں اس کا بھی بلند و ممتاز مرتبہ ہے۔''

(صدق جدید'' لکھنؤ ۱۹.۱۱.۶۵)

آپ کی دیگر تصانیف ہمہ جہت ہیں۔

۱) اسلام میں اختلافات کا آغاز ۔ترک موالات اور احکام اسلام ۔نہرو رپورٹ پر تبصرہ ۔ہندوستان کا دستور اساسی ۔وفاقی نظام۔

ان کتب میں سیاست اور تاریخ کے موضوع پر نہایت عالمانہ نظر، سچائی، متانت، ذہانت، انسان دوستی اور خدا ترسی کے ساتھ قلم اٹھایا گیا ہے۔ بلکہ حق قلم ادا کیا گیا ہے۔

۲) اسلام کا اقتصادی نظام ،نظام نو اور اسلام اور ملکیت زمین ایسی کتابیں ہیں جن میں سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت دونوں کا ناقص ہونا ثابت کر کے اسلام کے اقتصادی نظام کی برتری اظہر من الشّمس کی گئی ہے۔

۳) دعوت الامیر ۔مسیح موعودؑ کے کارنامے، تحفہ شہزادہ ویلز ،احمدیت یعنی حقیقی اسلام، تبلیغی کتب کا سلسلہ ہے جس میں عقائد احمدیت کو قرآنی روشنی سے جگمگایا گیا ہے۔

۴) ایک اور زریں سلسلہ ان تابناک کڑیوں سے بنتا ہے ۔ملائکۃ اللہ ،ہستی باری تعالیٰ ۔تقدیر الٰہی ۔ انقلاب حقیقی ۔ یہ خالص علمی و تحقیقی عناوین پر مبنی مگر سلاست وروانی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

۵) ذکر الٰہی ،عرفان الٰہی ،سیر روحانی ، منہاج الطالبین ،تصوف کے موضوع پر یہ جاندار تصانیف ہی نہیں بلکہ زندگی بخش کلمات سے آراستہ و پیراستہ ہیں ۔ان کے اوراق ضیا بار کے مطالعہ سے قرب الٰہی کے عالم نو نظر آتے ہیں۔

۶) دیباچہ تفسیر القرآن ،فضائل القرآن ۔میں قرآن کی ضرورت ۔دیگر کتب مذاہب پر قرآن کی عظمت اور قرآن کے دیگر اوصاف حمیدہ کو مبرہن دلائل سے بپایہ ثبوت پہنچایا گیا ہے۔

۷) سیرت النبی ﷺ پر بھی آپ نے خوبصورت اور سلیس کتب رقم فرمائیں۔ سیرۃ خیر الرسلؐ ۔سیرۃ النبی ﷺ (آپ کے مضامین کا مجموعہ) اسوۂ حسنہ۔ ہمارا رسولؐ وغیرہ کتب میں سیرۃ الرسول ﷺ کے حسین گوشوں کو اچھوتے اور دل موہ لینے والے انداز میں متعارف کرایا گیا ہے۔

۸) شعر وادب ۔آپ اس میدان کے بھی شہ سوار تھے ۔تاریخ ادب اردو آپ جیسے نابغہ روزگار کو ہرگز بھلا نہیں سکتی اگر مورخ تعصب کی عینک سے آزاد ہو۔ آپ ایک قادرالکلام شاعر تھے اور آپ کی نظمیں ، عشق الٰہی ،محبت رسول اور قرآنی معارف سے معطر ہیں ۔آپ فرماتے ہیں:

''درحقیقت اگر دیکھا جائے تو میرے اشعار میں سے ایک کافی حصہ میں سمجھتا ہوں ایک چوتھائی حصہ یا ایک ثلث حصہ ایسا نکلے گا جو درحقیقت قرآن شریف کی آیتوں کی تفسیر ہے یا حدیثوں کی تفسیر ہے۔''

(الفضل ۲۵ /اکتوبر ۱۹۵۵ء)

علوم باطنی

ظاہری علوم کے تذکرے کے بعد اب میں باطنی علوم کی طرف آتا ہوں ۔حضرت مصلح موعودؓ باطنی علوم کی تشریح یوں فرماتے ہیں:

''باطنی علوم سے مراد وہ علوم مخصوصہ ہیں جو خداتعالیٰ سے خاص ہیں ۔جیسے علم غیب ہے جسے وہ اپنے ایسے بندوں پر ظاہر کرتا ہے جن کو وہ دنیا میں کوئی خاص خدمت سپرد کرتا تا کہ خدا تعالیٰ سے ان کا تعلق ظاہر ہو اور وہ ان کے ذریعہ سے لوگوں کے ایمان تازہ کرسکیں۔'' (الموعود صفحہ ۹۹)

پس علوم باطنی سے مراد آپ کے تمام رؤیا، کشوف اور پیشگوئیاں ہیں جو آپ نے اپنے آقائے آسمانی سے اطلاع پا کر اہل دنیا کے سامنے بیان کیں۔ ان میں سے ایک کثیر حصہ ایسا بھی ہے جو بعدہٗ حرف بحرف سچا ثابت ہوا اور آج ہم ان کے سچا ہونے کے شاہد ہیں۔

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں آپ کو الہام ہوا۔ انّ الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ ۔یعنی جو لوگ تجھ پر ایمان لائیں گے ان لوگوں پر جو تیرے مخالف ہوں گے قیامت تک غالب رہیں گے۔ (الموعود صفحہ ۱۰۰)

آپ کی زندگی میں مخالفت کے فتنے اٹھتے رہے مگر جماعت کو نقصان پہنچانے کی بجائے جماعت کی ترقی و بہتری کا باعث بنتے رہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ''زمین ہمارے دشمنوں کے پاؤں تلے سے نکل رہی ہے اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں ۔وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے۔''

(الفضل ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء)

ایک دفعہ آپ نے رؤیا میں دیکھا کہ آپ کو گاڑی میں سوار ہونے کی حالت میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات کی اطلاع ملی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح وقوع پذیر ہوا کہ آپ نواب محمد علی خان صاحب کی گاڑی میں بیٹھ کر ان کے گھر جا رہے تھے کہ راستے میں آپ کو یہ خبر سنائی گئی۔

اسی طرح جنگ عظیم دوم کے دوران آپ نے رؤیا میں دیکھا کہ امریکہ سے ایک تار آیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں:

THE AMERICAN GOVERNMENT
HAS DELIVERED 2800
AEROPLANES TO THE BRITSH
GOVERNMENT

(الموعود صفحہ ۱۳۷)

آپ نے یہ رؤیا حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو بتائی اور انہوں نے اپنے دوست احباب میں اس کی تشہیر کر دی۔اس رؤیا کے چھ ہفتے بعد چوہدری صاحب کا فون آیا اور انہوں نے حضرت صاحب کو مبارکباد دیتے ہوئے عرض کیا کہ امریکہ سے برطانیہ کے نام جو تار آیا ہے وہ میرے سامنے پڑا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں :۔ The American Government has delivered 2800 Aeroplains to the Brotsh Government.

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشند خدائے بخشندہ

ایسی متعدد مثالیں ہیں اور اب تو آپ کے رؤیا و کشوف پر مشتمل ایک ضخیم کتاب شائع ہو چکی ہے۔ مگر اس میں بھی آپ کی جملہ رؤیا و کشوف نہیں آئے کیونکہ آپ اکثر و بیشتر اپنے رؤیا پبلک میں بیان نہیں فرمایا کرتے تھے۔

اس مضمون میں آپ کے علوم ظاہری و باطنی پر ایک اچٹتی سی نظر ہی ڈالی جا سکی ہے۔ آپ کا نام اور کام تو ہمیشہ مہر تاباں کی طرح فروزاں رہے گا۔ آپ خود فرماتے ہیں :۔ ''گو میں مر جاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر ہو چکا ہے کہ وہ میرے نام اور میرے کام کو دنیا میں قائم رکھے گا۔''

(اختتامی خطاب جلسہ ۱۹۶۱ء)

آیئے ہم بھی عہد کریں کہ اس چشمہ فیض سے خوب سیر ہو کر پئیں گے۔ ہاں اتنے جام پئیں کہ حشر کے دن تک ان کا خمار باقی رہے کیونکہ روح و جان کی ربوبیت کے ساتھ ساتھ ذہن و دماغ کی پرورش کے لئے یہ تصنیفات سرچشمہ فیض ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں بحر بیکراں ہیں تو حضرت مصلح موعودؓ کی تالیفات علوم کی نہریں ہیں۔ شاخ در شاخ، شعبہ در شعبہ، مربوط، منظّم، سہل، رواں دواں۔

❁❁❁❁❁

watch MTA live

audio and video broadcast

❁❁❁

Weekly sermons in

Urdu / English

❁❁❁

Questions & Answers

and much much more

❁❁❁

Now you can buy

Ahmadiyya Islamic

Books, Audio / Video

on line using

Master Card or Visa

❁❁❁

Visit our official web site

www.alislam.org

خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ۔ربوہ

☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515

SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

خطبہ جمعہ

تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ عاجزی آنحضرت ﷺ کی ذات میں نظر آتی ھے

تواضع اور فروتنی اختیار کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بلندیاں عطا کرتا ہے

عاجزی ، انکساری اور فروتنی کے بارہ میں پرمعارف اور ایمان افروز خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۲رجنوری ۲۰۰۴ء بمطابق ۲رصلح ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العلمين – الرحمٰن الرحيم – ملك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾ ۔ (سورۃ الفرقان آیت ۶۴)

عاجزی اور انکساری ایک ایسا خلق ہے جب کسی انسان میں پیدا ہو جائے تو اس کے ماحول میں اور اس سے تعلق رکھنے والوں میں باوجود مذہبی اختلاف کے جس شخص میں یہ خلق ہو اس پر انگلی اٹھانے کا موقعہ نہیں ملتا بلکہ اس خُلق کی وجہ سے لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں، اس سے تعلق رکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہمیں تاریخ انسانی میں سب سے زیادہ عاجزی اگر کسی میں نظر آتی ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کی ذات ہے چنانچہ دیکھیں باوجود خاتم الانبیاء ہونے کے آپ اپنے ماننے والوں کو یہی فرماتے ہیں کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو اور اس یہودی کو بھی پتہ تھا کہ باوجود اس کے کہ میں یہودی ہوں اور جھگڑا میرا مسلمان سے ہے اور پھر معاملہ بھی آپ ﷺ کی ذات سے تعلق رکھتا ہے اپنے اس جھگڑے کا معاملہ آپ ﷺ کے پاس ہی لاتا ہے، آپ کی خدمت میں ہی پیش کرتا ہے۔ کیونکہ مذہبی اختلاف کے باوجود اس کو یہ یقین تھا اور وہ اس یقین پر قائم تھا کہ یہ عاجز انسان ﷺ کبھی اپنی بڑائی ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اور اس یہودی کو یہ بھی یقین تھا کہ میرا دل رکھنے کے لئے اپنے مرید کو یہی کہیں گے کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ یہ یقین اس لئے قائم تھا کہ آپ کی زندگی جو زندگی اس یہودی کے سامنے تھی اس سے یہی ثابت ہوتا تھا اور آپ کا یہ حسن خلق اس کو پتہ تھا اور یہ حسنِ خلق آپ میں اس لئے تھا کہ وہ شرعی کتاب جو آپ پر اتری یعنی قرآن کریم اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو میں نے آیت پڑھی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں سلام۔ یعنی جھگڑے کو بڑھاتے نہیں بلکہ وہیں معاملہ نپٹا کر ایک طرف ہو جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی جھگڑا کرنے کی کوشش بھی کرے تو اس کو آگے نہیں بڑھنے دیتے۔ جاہلوں کی طرح ذرا ذرا سی بات پر سالوں جنگیں لڑنے کی ان کو عادت نہیں ہے۔ تو یہ ہے وہ حسن خلق جو آنحضرت ﷺ میں تھا اور جو آپ اپنی امت میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔

اس بارہ میں علامہ رازی آیت قرآنی ﴿اَلَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ ھَـوْن سے مراد نرمی اور ملائمت ہے۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ چال میں نرمی ہو چال میں نرمی ہوتی ہے، سکینت ہوتی ہے، وقار اور تواضع ہوتی ہے اور تکبر اور نخوت سے اپنے پاؤں زمین پر نہیں مارتے اور متکبر لوگوں کی طرح اکڑ کر نہیں چلتے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿وَلَاتَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا﴾۔ یعنی وہ زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے۔ لکھتے ہیں کہ زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے ھَـوْنَ کی تفسیر تلاش کی تو مجھے نہ ملی تو خواب میں مجھے بتایا گیا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو زمین میں فساد نہیں چاہتے۔

پھر ایک روایت ہے، حضرت ایاز بن حمار سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے ہم سے خطاب فرمایا اور فرمایا" کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ انکساری اختیار کرو اس حد تک کہ تم میں سے کوئی کسی پر فخر نہ کرے۔

اب امت کو تو یہ حکم ہے کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے لیکن کیا ہمارے عمل اس کے مطابق ہیں۔ کسی کو اپنی قوم کا فخر ہے، خاندان کا فخر ہے، تو کسی کو دولت کا فخر ہے، کسی کو دوستوں کا فخر ہے، کسی کو اولاد کا فخر ہے اور جس طرف بھی نظر ڈالیں آپ کوئی نہ کوئی فخر کا راستہ یا کوئی نہ کوئی فخر کی سوچ ہر ایک میں نظر آ جاتی ہے۔ پھر اور تو اور بعض دفعہ بعض لوگ اچھے سوٹ سلوالیں یا کپڑے پہن لیں تو اسی پر فخر ہونے لگ جاتا ہے۔ اس تعلیم پر نظر نہیں۔ اگر ہر ایک کی اس تعلیم پر نظر ہو جو ہمیں آنحضرت ﷺ نے دی تو فخر کے بجائے ہم میں سے ہر ایک میں ہر وقت عاجزی ہی عاجزی نظر آنی چاہئے۔

پھر دیکھیں روایت میں ہے جس میں آپ نے اپنے زبردست مقام کے بارے میں اعلان فرمایا ہے کہ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ۔ یعنی پہلی بات تو یہ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ۔ اور پھر ساتھ ہی عاجزی کا بھی ایسا اعلیٰ نمونہ دکھایا ہے کہ پھر فرما رہے ہیں وَلَا فَخْرَ۔ کہ میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور یہ بہت بڑا اعلان ہے لیکن عاجزی کی انتہا کہ مگر کوئی فخر نہیں کرتا۔ اس میں مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۲)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے لئے اس طرح تواضع اختیار کی ۔ یہ فرماتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے اپنی ہتھیلی کو زمین کے ساتھ لگا دیا۔ اس کو میں اس طرح بلند کروں گا اور یہ فرماتے ہوئے آپ نے اپنی ہتھیلی کو آسمان کی طرف اونچا کرنا شروع کیا اور بہت بلند کر دیا یعنی جو عاجزی اختیار کرے اور زمین کے ساتھ لگ جائے اس کو خدا تعالیٰ خود بلند کرتا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل مسند العشر المبشرين بالجنة)

اب ایسے لوگ جن کو اپنی بڑائی بیان کر کے اپنے مقام کا اظہار کرنے کا بڑا شوق ہوتا ہے ان کو یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ بلند مقام عاجزی سے ہی ملتا ہے۔ اچھا باغبان یا مالک ہو باغ کا وہ ہمیشہ درخت کی اُس شاخ کی قدر کرتا ہے۔ جو پھلوں سے لدی ہوا اور زمین کے ساتھ لگی ہو۔ اسی طرح مالک ارض وسما اس سر کی قدر کرتا ہے جو زمین کی طرف جھکتا ہے۔ عاجزی کے مقابلے پہ فخر، غرور اور تکبر ہی ہے یعنی اس کا الٹ ہے، تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ شرک کے بعد تکبّر جیسی کوئی بلا نہیں۔ اگر غور کریں تو تکبّر ہی آہستہ آہستہ شرک کی طرف بھی لے کر جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہمیشہ عاجزانہ راہوں پر چلائے۔

پھر ایک روایت ہے حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا جس نے اللہ کی خاطر ایک درجہ تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ رفع کرے گا یعنی اس کو ایک درجہ بلند کرے گا۔ جس نے عاجزی اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرے گا یہاں تک کہ اسے علیّین میں جگہ دے گا۔ بہت اونچے مقام پر لے جائے گا اور جس نے اللہ کے مقابل پر ایک درجہ تکبّر اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک درجہ نیچے گرا دے گا یہاں تک کہ اسے اسفل السافلین میں داخل کر دے گا (مسند احمد بن حنبل باقی مسند المکثرین من الصحابۃ)۔ یعنی انتہائی نچلے درجے پر جہنم کے بھی نچلے درجے میں لے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اسفل السافلین میں گرنے سے بچائے۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے فرمایا ہر انسان کا سر دو زنجیروں میں ہے۔ ایک زنجیر

ساتویں آسمان تک جاتی ہے اور دوسری زنجیر ساتویں زمین تک جاتی ہے۔ جب انسان تواضع یا عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زنجیر کے ذریعہ اسے ساتویں آسمان تک لے جاتا ہے اور جب وہ تکبّر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زنجیر کے ذریعہ اسے ساتویں زمین تک لے جاتا ہے۔ انتہائی نیچے گرا دیتا ہے۔ (کنز العمال)

پھر ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں اپنا سر بلند کیا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کاٹ دے گا۔ اور جس نے خدا کی خاطر دنیا میں تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف ایک فرشتہ بھجوائے گا جو اسے مجمعے میں سے اپنی طرف کھینچ لے گا اور کہے گا کہ اے صالح بندے اللہ تعالیٰ کہتا ہے میری طرف آ، میری طرف آ، کیونکہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (کنز العمال)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اے عائشہ اے عائشہ !عاجزی اختیار کر کیونکہ اللہ تعالیٰ عاجزی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اور تکبّر کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے۔ (کنز العمال)

اب حضرت عائشہؓ کو حالانکہ ان کا بھی ایک مقام تھا اور بڑی عاجزی تھی ان میں بھی۔ آپؐ نصیحت فرما رہے ہیں کہیں ہلکی سی کوئی چیز دیکھی ہو شائد۔ تو آج کل اگر کسی کو نصیحت کرو تو وہ کہتا ہے کیا ہم تو بڑے عاجز ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہم میں عاجزی۔

پھر حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تواضع انسان کو صرف بلندی میں ہی بڑھاتی ہے۔ پس تواضع اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں رفعتیں عطا کرے گا۔ (کنز العمال)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے عاجزی اور انکساری کی وجہ سے عمدہ لباس ترک کیا حالانکہ وہ اس کی استطاعت رکھتا ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اختیار دے گا کہ ایمان کی پوشاکوں میں سے جو پوشاک چاہے پہن لے۔ (ترمذی کتاب الصفۃ القیامۃ باب ما جاء فی صفۃ اوانی الحوض)

اب صرف اس سے یہی مراد نہیں۔ اصل میں تو نیّت مراد ہے۔ اب دیکھیں کہ آج کل بھی شادی بیاہوں میں صرف ایک دو دفعہ پہننے کے لئے دلہن کے لئے یا دولہا کے لئے بھی اور رشتہ داروں کے لئے بھی کتنے مہنگے جوڑے بنوائے جاتے ہیں جو ہزاروں میں بلکہ لاکھوں میں چلے جاتے ہیں، صرف دکھانے کے لئے کہ ہمارے جہیز میں اتنے مہنگے مہنگے جوڑے ہیں یا اتنے قیمتی جوڑے ہیں یا ہم نے اتنا قیمتی جوڑا پہنا ہوا ہے۔ صرف فخر اور دکھاوا ہوتا ہے۔ کیونکہ پہلے تو یہ ہوتا تھا پرانے زمانے میں کہ قیمتی جوڑا ہے تو آئندہ وہ کام بھی آجاتا تھا۔ کام سجا ہوتا تھا اچھا ہوتا تھا پھر اب تو وہ بھی نہیں رہا کہ جو اگلی نسلوں میں یا اگلے بچوں کے کام میں آجائیں ایسے کپڑے۔ یونہی ضائع ہو جاتے ہیں، ضائع ہو رہے ہوتے ہیں۔ پھر فیشن کے پیچھے چل کر دکھاوے اور فخر کے اظہار کی رو میں بہہ کر قرآن کریم کے اس حکم کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہوتے ہیں کہ اپنی زینتوں کو چھپاؤ۔ فیشن میں بس ایسے ایسے عریاں قسم کے لباس سل رہے ہوتے ہیں کسی کو کوئی خیال ہی نہیں ہوتا۔ تو احمدی بچوں اور احمدی خواتین کو ایسے لباسوں سے جن سے ننگ ظاہر ہوتا ہو پرہیز کرنا چاہئے۔ اور پھر فخر کے لئے لباس پہنیں گے تو دوسری برائیاں بھی جنم لیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی بچی ہر احمدی عورت کو ایمان کی پوشاک ہی پہنائے اور دنیاوی لباس جو دکھاوے کے لباس ہیں ان سے بچائے رکھے۔ اسی طرح مرد بھی اگر دکھاوے کے طور پر کپڑے پہنتے ہیں، لباس پہن رہے ہیں تو وہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ صاف ستھرا اچھا لباس پہننا منع نہیں۔ اس سوچ کے ساتھ یہ لباس پہننا منع ہے کہ اس میں فخر کا اظہار ہوتا ہو، دکھاوا ہوتا ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تواضع میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان اپنے بھائی کا جوٹھا پی لے۔ اور جس نے اپنے بھائی کا جوٹھا پی لیا اللہ تعالیٰ اس کے ستّر درجے بڑھائے گا۔ اس کے ستّر گناہ معاف کر دے گا اور اس کے لئے ستّر نیکیاں لکھی جائیں گی۔

(کنز العمال)

بعض لوگ اس لئے کراہت کرتے ہیں کہ جوٹھا ہے یا فلاں میرے ہم پلہ نہیں۔ اس لئے اس کا جوٹھا نہیں پینا، دوسرے کا پی لینا ہے۔ اس میں بھی ایک قسم کا تکبّر ہے۔ اس سلسلے میں ایک لطیفہ بھی ہے ہمارے ایک بزرگ تھے ان کے بچے نے آکر شکایت کی کہ ابا! فلاں بھائی نے یا بہن نے میرا پانی پی کر جوٹھا کر دیا ہے۔ تو انہوں نے کہا بچے ایسی باتیں نہیں کیا کرتے۔ اور اسی پانی کو پی لیا دیکھو اس کا جوٹھا میں نے پی لیا۔ جوٹھا کوئی نہیں ہوتا۔ تو بچے نے اور رونا شروع کر دیا کہ اب آپ نے بھی جوٹھا کر دیا۔ تو بہرحال یہ جوٹھ کوئی نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے کہ کوئی بیماری ہو اور چھوت لگنے والی ہو اس میں احتیاط ضروری ہے۔

پھر ایک دفعہ کسی نے آنحضرت ﷺ کو یَا خَیْرَ الْبَرِیَّہ کہہ دیا (یعنی اے مخلوق کے بہترین وجود) تو آپؐ نے فرمایا وہ تو ابراہیم علیہ السلام تھے۔ عاجزی کی انتہا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۷۸)

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص نے آکر آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے محمد ﷺ! ہم میں سے سب سے بہترین اور اے ہم میں سے سب سے بہترین لوگوں کی اولاد۔ اے ہمارے سردار اور اے ہمارے سرداروں کی اولاد۔ آپؐ نے سنا تو فرمایا۔ کہ دیکھو! تم اپنی اصلی بات کہو اور کہیں شیطان تمہاری پناہ نہ لے۔ میں محمد بن عبداللہ ہوں اور اللہ کا رسول ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ تم لوگ میرا مقام اس سے بڑھا چڑھا کر بتاؤ جو اللہ نے مقرر فرمایا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۴۹ مطبوعہ مصر)

آج کل یہاں کسی کی تعریف کر دیں تو پھولے نہیں سماتا بلکہ فخر ہو رہا ہوتا ہے چاہے وہ اس مقام کا ہو بھی یا نہ۔ اور آنحضرت ﷺ کا اسوۂ حسنہ دیکھیں۔

ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ تم میں سے کسی کو اس کے اعمال جنّت میں لے کر نہیں جائیں گے۔ صحابہؓ نے تعجب سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا آپ کے عمل بھی؟ ۔ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ مجھے بھی اگر خدا کی رحمت اور فضل ڈھانپ نہ لیں تو میں بھی جنّت میں نہیں جا سکتا۔ (مسلم کتاب صفة القیامة والجنة والنار باب لن یدخل احد الجنة بعمله)

اب دیکھیں عاجزی کی کتنی انتہا ہے حالانکہ کائنات کو آپ کی خاطر پیدا کیا گیا۔ اور آپ کی عاجزی اس حد تک ہے اس انتہا تک ہے۔

پھر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین اخلاق والا نہیں تھا۔ آپ کے صحابہ میں سے یا اہل خانہ میں سے جب بھی کسی نے آپ کو بلایا تو ہمیشہ آپ کا جواب یہ ہوتا تھا کہ میں حاضر ہوں۔ تب ہی تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ آپ عظیم خلق پر قائم تھے۔

(الوفاء باحوال المصطفی از علامہ ابن جوزی صفحہ ۴۲۱ مطبوعہ بیروت)

پھر اپنی عاجزی کے اظہار اور اپنے خاندان کو صحیح راستے پر ڈالنے کے لئے اور ان کو عبادالرحمٰن بنانے کے لئے آپؐ نے کیسی خوبصورت نصیحت فرمائی۔ ایک موقع پر آپ نے اپنی پھوپھی صفیہ کو فرمایا اے میری پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب اور اے میری لخت جگر فاطمہ، میں تم کو اللہ کے عذاب سے ہرگز نہیں بچا سکتا۔ اپنی جانوں کی خود فکر کر لو۔

(بخاری کتاب التفسیر سورة الشعراء زیر آیت وانذر عشیرتک الاقربین)

تو ہمیشہ اللہ کا فضل اور صرف اس کا فضل ہی ہے جو انسان کو بچائے اور ہر وقت اس کے آگے جھکے رہنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کی ہر وقت تعمیل کرتے رہنا چاہئے اور اس کی مخلوق کی خدمت کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اگر خدا کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دلوں کے پاس تلاش کرو۔ اسی لئے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پاس جو آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے یا تمہارا خاندان کیا ہے بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارا عمل کیا ہے۔ اسی طرح پیغمبر خدا نے اپنی بیٹی کو فرمایا کہ اے فاطمہ! خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا اگر تم کوئی برا کام کرو گی تو خدا تعالیٰ تم سے اس واسطے درگذر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۷۰ جدید ایڈیشن)

پھر دیکھیں آج کل اگر کسی کو کوئی عہدہ مل جائے یا مالی حالت کچھ بہتر ہو جائے تو زمین پر پاؤں نہیں ٹکتے۔ اپنے آپ کو کوئی بالا مخلوق سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ ماتحتوں سے یا غریب رشتہ داروں سے اس طرح بات کرتے ہیں جیسے کوئی انتہائی کم درجہ کے لوگ ہوں۔ لیکن اسوۂ رسولؐ دیکھیں کیا ہے۔

ابو مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضورؐ کے پاس ایک شخص آیا آپ اس سے گفتگو فرما رہے تھے تو اسی دوران میں اس پر آپ کا رعب اور ہیبت طاری ہوگئی اور اس وجہ سے اس کو کپکپی طاری ہوگئی کانپنے لگ گیا وہ۔ تو آپؐ اسے فرمانے لگے۔ کہ دیکھو اطمینان اور حوصلہ رکھو، گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے میں کوئی جابر بادشاہ تھوڑا ہی ہوں میں تو ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔

(ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب القدید)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصہ ہے ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر

آنحضرت ﷺ میں یہ وصف تھا۔آپ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپؐ کا کیا معاملہ ہے۔اس نے کہا سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔اَللّٰھم صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔تو یہ ہے وہ نمونہ اعلیٰ اخلاق اور فروتنی کا اور یہ بھی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہر وقت گردوپیش حاضر رہتے ہیں۔فرمایا اس لئے اگر کسی کے انکسار اور فروتنی اور تحمل اور برداشت کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان سے معلوم ہوسکتا ہے بعض مرد یا عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدمت گار سے ذرا کوئی کام بگڑا۔مثلاً چائے میں نقص ہوا تو جھٹ گالیاں دینی شروع کردیں یا تازیانہ لے کر مارنا شروع کردیا اور ذرا شوربے میں نمک زیادہ ہوگیا تو بس بیچارے خدمتگاروں پر آفت آئی۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۴۳۷۔۴۳۸ جدید ایڈیشن)

ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ ایک کم سن لونڈی کو بازار میں روتے دیکھا جو گھر کے مالکوں کا آٹا پیسنے نکلی تھی مگر درہم گم کر بیٹھی۔آپؐ نے اسے درہم بھی مہیا کئے اور اس کے مالکوں کے گھر جا کر سفارش بھی کی۔اس بات پر کہ آنحضرت ﷺ سفارش کرنے کے لئے آئے ہیں مالکوں نے اس کو آزاد بھی کردیا۔(مجمع الزوائد ازعلامہ ہیثمی جلد ۹ صفحہ ۱۴ مطبوعہ بیروت)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ایک مجلس میں اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ مدینہ کی ایک عورت جس کی عقل میں کچھ فتور تھا، ذرا پاگل پن تھا تھوڑا۔تو حضور کے پاس آئی اور عرض کیا کہ مجھے آپ سے کچھ کام ہے لیکن میں آپ سے ان لوگوں کے سامنے باتیں نہیں کروں گی۔علیحدگی میں بات کرنا چاہتی ہوں۔حضور نے فرمایا ٹھیک ہے جہاں بھی مدینہ کے راستوں میں سے جس رستہ پہ چاہو یا سڑک پہ چاہو یا جو بیٹھنے کی جگہیں ہیں وہاں چاہو مجھے بتادو میں وہاں جا کر بیٹھتا ہوں اور تم بات کرو اور میں تمہاری بات سنوں گا۔اور فرمایا جب تک تیری بات سن کر تیری ضرورت پوری نہ کردوں وہاں سے نہیں ہٹوں گا۔حضرت انسؓ کہتے ہیں حضور کی بات سن کر وہ حضور کو ایک راستہ پر لے گئی پھر وہاں جا کر بیٹھ گئی حضور بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئے اور جب تک اس کی بات سن کر اس کا کام نہیں کردیا حضور وہیں بیٹھے رہے۔

(شفا لقاضی عیاض باب تواضعہ)

تو اس زمانہ میں بھی مثال یہی اسوہ ہمیں آپ کے عاشق صادق اور غلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں نظر آتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو اور لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ پھر اس واقعہ کا ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سیر کو جارہا تھا تو ایک پٹواری میرے ساتھ تھا وہ ذرا آگے تھا اور میں پیچھے۔راستے میں ایک بڑھیا ۷۰،۷۵ سال کی ملی پہلے ان پٹواری صاحب کو اس نے خط پڑھنے کو کہا مگر اس نے اسے جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے دل پر چوٹ سی لگی۔پھر اس بڑھیا نے وہ خط مجھے دیا تو فرماتے ہیں کہ میں اس کو لے کر ٹھہر گیا اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا۔اس پر پٹواری کو بڑی شرمندگی ہوئی کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۸۲۔۸۳ جدید ایڈیشن)

پھر آنحضرت ﷺ کی عاجزی کی ایک اور مثال دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور کس طرح عاجزانہ مناجات کرتے ہیں باوجود اس کے کہ آپ کو ہر طرح کی ضمانت اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی، باوجود اس کے کہ آپ کو علم تھا کہ آپ کے پاس شیطان کا گزر نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا کہ میرا تو شیطان بھی مسلمان ہوگیا ہے۔لیکن پھر بھی کس خوف اور عاجزی سے مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ سے۔

روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کی شام میں اس طرح دعا کی کہ:

اے اللہ! تو میری باتوں کو سنتا ہے اور میرے حال کو دیکھتا ہے میری پوشیدہ باتوں اور ظاہر امور سے تو خوب واقف ہے میرا کوئی بھی معاملہ تجھ پر مخفی نہیں میں ایک بدحال فقیر اور محتاج ہی تو ہوں تیری مدد اور پناہ کا طالب، سہما اور ڈرا ہوا اپنے گناہوں کا اقراری اور معترف ہو کر تیرے پاس چلا آیا ہوں۔میں تجھ سے عاجز مسکین کی طرح سوال کرتا ہوں ہاں تیرے حضور میں ایک ذلیل گناہگار کی طرح زاری کرتا ہوں، ایک اندھے نابینے کی طرح ٹھوکروں سے خوف زدہ تجھ سے دعا کرتا ہوں میری گردن تیرے آگے جھکی ہوئی ہے اور میرے آنسو تیرے حضور بہہ رہے ہیں میرا جسم تیرا مطیع ہوکر سجدے میں گرا پڑا ہے اور ناک خاک آلودہ ہے۔اے اللہ تو مجھ اپنے حضور دعا کرنے میں بدبخت نہ ٹھہرا دینا اور میرے ساتھ مہربانی اور رحم کا سلوک فرمانا۔اے وہ جو سب سے بڑھ کر التجاؤں کو قبول کرتا اور سب سے بہتر عطا فرمانے والا ہے میری دعا قبول کرلینا۔(مجمع الزوائد ہیثمی مطبوعہ بیروت جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۵۲۔ وطبرانی جلد ۱۱ صفحہ ۱۷۴۔بیروت)

تو اندازہ کریں کہ ان عاجزانہ دعاؤں کا۔کیا ہم اس سے کم عاجزانہ دعائیں مانگ کر اللہ تعالیٰ کی بخشش کے طالب ہوسکتے ہیں۔ہمیں تو بہت بڑھ کر اپنی عاجزی کا اظہار کرنا چاہئے۔اصل میں تو یہ وہ طریقے ہیں یا اسلوب ہیں جو آنحضرت ﷺ نے دعا کرکے ہمیں سکھائے ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم بھی اس اسوۂ حسنہ پر چل کر اسی طرح عاجزی اور انکساری اختیار کرنے والے ہوں۔

پھر حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ میری مدد کر میرے خلاف کسی کی مدد نہ کرنا اور میری نصرت کر اور میرے خلاف کسی کی مدد نہ کرنا، اور میرے حق میں تدبیر کر مگر میرے خلاف تدبیر نہ کرنا اور مجھے ہدایت دے اور ہدایت کو میرے لئے آسان بنادے اور مجھ پر زیادتی کرنے والے کے خلاف میری مدد کر اے اللہ مجھے اپنا بہت شکر کرنے والا کثرت سے ذکر کرنے والا اور بہت زیادہ ڈرنے والا بنادے مجھے اپنا بے حد مطیع اپنی طرف انکساری کے سر تسلیم خم کرنے والا بہت نرم دل اور سچے دل سے جھکنے والا بنادے اے اللہ میری توبہ قبول کر اور میرے گناہوں کو دھوڈال میری دعا قبول کر اور میری دلیل کو مضبوط بنادے اور میری زبان کو بہتری بخش اور میرے دل کو ہدایت عطا کر اور میرے سینے کے کینے کو دور کردے۔(ترمذی کتاب الدعوات)

وہ جو داعیان الی اللہ ہیں وہ بھی جب جائیں تو اس دعا کے ساتھ ان کو باہر نکلنا چاہئے۔

پھر فرمایا کہ اے اللہ میں تجھ سے ایسے دل سے پناہ مانگتا ہوں جس میں عاجزی اور انکساری نہیں اور ایسی دعا سے پناہ مانگتا ہوں جو مقبول نہ ہو اور ایسے نفس سے جو کبھی سیر نہ ہو۔اور ایسے علم سے جو کوئی فائدہ نہ دے میں ان چاروں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ ۔باب استحباب العفو والتواضع)

تو یہ عاجزی اور انکساری کے وہ چند نمونے ہیں جو آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہمیں نظر آتے ہیں بہت سارے بے شمار واقعات ہیں ان میں سے ہی یہ چند لئے گئے ہیں تو آپ کی زندگی کا تو لمحہ لمحہ عاجزی اور انکساری میں گزرا باوجود اس کے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کل عالم کے لئے نبی مبعوث فرمایا تھا اور آپ خاتم الانبیاء تھے۔کوئی نبی آپ کے بعد بجز آپ کی سچی اتباع کے اور اطاعت کے آنہیں سکتا۔اور اللہ تعالیٰ کے پیار کے نظارے آپ ہر روز دیکھتے تھے لیکن پھر بھی عاجزی کی یہ انتہا تھی جس کی چند مثالیں میں نے دیں۔اب اس زمانے میں بھی دیکھیں آپ سے وفا اور غلامی کے طفیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اس عاجزی کی وجہ سے جو آپ علیہ السلام نے اپنے آقا سے سیکھی تھی پیار کے جلوے دکھائے اور پھر آپ نے اپنی جماعت کو ان اسلوب اور طریقوں کو اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔جماعت احمدیہ کی اجتماعی ترقی ہو یا ہر احمدی کی انفرادی ترقی ہو اس کا راز اب عاجزی دکھانے میں اور عاجز رہنے میں ہی ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتایا ہے کہ ”تیری عاجزانہ راہیں اسے پسند آئیں“۔

(الہام ۱۸؍مارچ ۱۹۰۷ء۔تذکرہ طبع چہارم صفحہ ۷۰۵)

ایک موقع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بارہ میں فرماتے ہیں:

”خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن پورا ہوگا۔(اور ہم اللہ کے فضل سے ان کو پورا ہوتے بھی دیکھ رہے ہیں)۔ مَیں اپنے نفس میں کوئی نیکی نہیں دیکھتا اور مَیں نے وہ کام نہیں کیا جو مجھے کرنا چاہئے تھا اور مَیں اپنے تئیں صرف ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں۔یہ محض خدا کا فضل ہے جو میرے شامل حال ہوا۔پس خدائے قادر اور کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس مشت خاک کو اس نے باوجود ان تمام بے ہنریوں کے قبول کیا“۔(روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹۔۴۱۰)

آپؑ اپنے ایک کلام میں، شعروں میں فرماتے ہیں ؎

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول مَیں تو نالائق بھی ہوکر پا گیا درگاہ میں بار

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعت قرب وجوار

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

وہ عباد الرحمٰن جنہوں نے دنیا میں انکسار اور عدل و انصاف کے ساتھ اپنی عمر بسر کی۔ جو دن کے اوقات میں بھی احکام الٰہی کے تابع رہے اور رات کی تاریکیوں میں بھی سجدہ وقیام میں اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے اور دعائیں کرتے رہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرتے ہوئے انہیں ساتویں آسمان پر جگہ عنایت فرمائے گا یعنی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ رکھے جائیں گے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پر ہی ہیں۔ (مسنداحمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۰۷۔۲۰۸) اس کی طرف رسول کریم ﷺ نے اس حدیث میں بھی اشارہ فرمایا ہے کہ اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ (کنزالعمال جلد ۲ صفحہ ۲۵) کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ساتویں آسمان میں جگہ دیتا ہے۔ چونکہ ان لوگوں نے خدا کے لئے هَوْن اور تَذَلُّلْ اختیار کیا ہوگا اس لئے خدا تعالیٰ بھی انہیں سب سے اونچا مقام رفعت عطا فرمائے گا اور انہیں منازل قرب میں سے سب سے اونچی منزل عطا کی جائے گی۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۵۹۷)

اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک شعر میں اس طرح بیان فرماتے ہیں ؎

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا ۔۔۔ اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس زمانے میں عاجزی اختیار کرنے کے طریقے اور سلیقے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سکھائے اس لئے آپ علیہ السلام کے نسخوں پر عمل کر کے ہی ہم اس خلق کو حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ تذلل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کر سکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے۔ اپنے آپ کو ٹٹولو، اگر بچے کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ تو گھبراؤ نہیں۔ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ کی دعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔ راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھائے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۸ جدید ایڈیشن)

پھر آپ فرماتے ہیں: ”عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔ عاجزی کا سیکھنا مشکل نہیں ہے اس کا سیکھنا ہی کیا ہے۔ انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کیلئے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ ﴿مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ (الذّاریات:57) (ملفوظات جلد سوم صفحہ 232 جدید ایڈیشن)

تو اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ عاجزی اختیار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکو، اس کی عبادت کرو۔ تو عاجزی سمیت تمام خلق پیدا ہوتے جائیں گے انشاء اللہ۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ”پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنا منع نہیں ہے۔ نماز کا مزہ نہیں آتا جب تک حضور نہ ہو اور حضورِ قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو۔ عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آ جائے کہ کیا پڑھتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کیلئے جوش اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے“۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۳۴ جدید ایڈیشن)

جب آدمی دعا کر رہا ہو سمجھ نہ آ رہی ہو تو عاجزی کس طرح پیدا ہوگی اگر مطلب نہ آ رہا ہو۔ اس لئے اپنی زبان میں دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ سے مانگیں اس کے آگے روئیں، گڑگڑائیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ”...... انبیاء میں بہت سے ہنر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہنر سَلبِ خودی کا ہوتا ہے۔ ان میں خودی نہیں رہتی۔ وہ اپنے نفس پر ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔ کبریائی خدا کے واسطے ہے۔ جو لوگ تکبر نہیں کرتے اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے“۔

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۱۲ جدید ایڈیشن)

پھر آپ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”انسان بیعت کنندہ کو اول انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے اور اپنے خودی اور نفسانیت سے الگ ہونے پڑتا ہے تب وہ نشوونما کے قابل ہوتا ہے لیکن جو بیعت کے ساتھ نفسانیت بھی رکھتا ہے اسے ہرگز فیض حاصل نہیں ہوتا“۔

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۱۷۳)

پھر آپ نے فرمایا: ”میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔...... ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔...... کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل وعیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دُنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو۔ اور جس قدر دُنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو“۔

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۲۔۴۰۳)

فرمایا: انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے اپنے تئیں شامت اعمال سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ کبر اور رعونت اس میں آ جاتی ہے۔ اللہ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ کبیر نے سچ کہا ہے۔

بھلا ہوا ہم نیچ بھئے ہر کو کیا سلام ۔۔۔ جے ہوتے گھر اونچ کے ملتا کہاں بھگوان

(یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم چھوٹے گھر میں پیدا ہوئے۔ اگر عالی خاندان میں پیدا ہوتے تو خدا نہ ملتا۔ جب لوگ اپنی اعلیٰ ذات پر فخر کرتے تو کبیرا اپنی کم ذات پر نظر کر کے شکر کرتا تھا۔) پس انسان کو چاہئے کہ ہر دم اپنے آپ کو دیکھے کہ میں کیسا ہیچ ہوں۔ میری کیا ہستی ہے۔ ہر ایک انسان خواہ کتنا ہی عالی نسب ہو مگر جب وہ اپنے آپ کو دیکھے گا بہرنہج وہ کسی نہ کسی پہلو میں بشرطیکہ آنکھیں رکھتا ہو تمام کائنات سے اپنے آپ کو ضرور بالضرور نا قابل و ہیچ جان لے گا۔ انسان جب تک ایک غریب و بیکس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتتا ہے یا برتنے چاہئیں اور ہر ایک طرح کے غرور و رعونت و کبر سے اپنے آپ کو نہ بچاوے وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۱۴۔۳۱۵ جدید ایڈیشن)

فرمایا: خدا تعالیٰ کی یہ عادت ہرگز نہیں کہ جو اس کے حضور عاجزی سے گر پڑے وہ اسے خائب و خاسر کرے اور ذلت کی موت دیوے۔ جو اس کی طرف آتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ایسی نظیر ایک بھی نہ ملے گی کہ فلاں شخص کا خدا سے سچا تعلق تھا اور پھر وہ نامراد رہا۔ خدا تعالیٰ بندے سے یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی نفسانی خواہش اس کے حضور پیش نہ کرے اور خالص ہو کر اس کی طرف جھک جاوے۔ جو اس طرح جھکتا ہے اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور ہر ایک مشکل سے خود بخود اس کے واسطے راہ نکل آتی ہے جیسے کہ وہ خود وعدہ فرماتا ہے ﴿مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۔ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ اس جگہ رزق سے مراد صرف روٹی نہیں بلکہ عزت علم وغیرہ سب باتیں جن کی انسان کو ضرورت ہے اس میں داخل ہیں۔ خدا تعالیٰ سے جو ذرہ بھر بھی تعلق رکھتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا ﴿مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ﴾۔ ہمارے ملک ہندوستان میں نظام الدین صاحب اور قطب الدین صاحب اولیاء اللہ کی جو عزت کی جاتی ہے وہ اسی لئے ہے کہ خدا تعالیٰ سے ان کا سچا تعلق تھا......“

(البدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۲۴؍اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰۷)

پھر فرمایا:

”خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر یک خیر اور شر کا بیج پہلے دل ہی میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہو تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہر یک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو۔

پھر آپ نے فرمایا: ”اور عبادت کی فروع میں یہ بھی ہے کہ تم اس شخص سے بھی جو تم سے دشمنی رکھتا ہو ایسی ہی محبت کرو جس طرح اپنے آپ سے اور اپنے بیٹوں سے کرتے ہو اور یہ کہ تم دوسروں کی لغزشوں سے درگزر کرنے والے اور ان کی خطاؤں سے چشم پوشی کرنے والے بنو اور نیک دل اور پاک نفس ہو کر پرہیزگاروں والی صاف اور پاکیزہ زندگی گزارو۔ اور تم بری عادتوں سے پاک ہو کر باوفا اور باصفا زندگی بسر کرو۔ اور یہ کہ خلق اللہ کے لئے بلاتکلف و تصنع بعض نباتات کی مانند نفع رساں وجود بن جاؤ۔ اور یہ کہ تم اپنے کبر سے اپنے کسی چھوٹے بھائی کو دکھ نہ دو۔ اور نہ کسی بات سے اس (کے دل) کو زخمی کرو۔ بلکہ تم پر واجب ہے کہ اپنے ناراض بھائی کو خاکساری سے جواب دو اور اسے مخاطب کرنے

BELA BOUTIQUE

ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،

مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا

اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے

Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)

Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

میں اس کی تحقیر نہ کرو اور مرنے سے پہلے مر جاؤ اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کر لو اور جو کوئی (ملنے کے لئے) تمہارے پاس آئے اس کی عزت کرو خواہ وہ پرانے بوسیدہ کپڑوں میں ہو نہ کہ نئے جوڑوں اور عمدہ لباس میں اور تم ہر شخص کو السلام علیکم کہو خواہ تم اسے پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو اور (لوگوں کی) غم خواری کے لئے ہر دم تیار کھڑے رہو۔ ترجمہ عربی عبارت اعجاز المسیح از تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ ۲۰۳)

خلاصہ ان باتوں کا یہ ہوا کہ تم عاجزی دکھانے والے تب شمار کئے جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے تب ہو گے جب تم اپنے سے نفرت کرنے والوں سے بھی محبت کرو، جب ضرورت ہو تو ان کے کام آؤ اور ان کے لئے دعا کرو۔ اور پھر دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرنے والے بنو۔ غلطیوں کی وجہ سے کسی کے پیچھے نہ پڑ جاؤ۔ اور ان کی تشہیر نہ کرتے پھرو۔ کسی کی غلطی کو دیکھ کر دوسروں کو بتاتے نہ پھرو بلکہ پردہ پوشی کی بھی عادت ڈالو۔

پھر اس میں یہ بھی فرمایا کہ اپنے دل کو ٹٹولتے رہو، اس کو پاک رکھنے کی کوشش کرو، اپنا خود محاسبہ کرتے رہو۔ کسی کے لئے بھی دل میں کینہ، نفرت، بغض، حسد وغیرہ نہ ہو۔ کیونکہ اگر یہ چیزیں دل میں ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ دل بڑائی اور تکبر سے بھرا ہوا ہے اور اس میں عاجزی نہیں ہے۔ پھر کسی کو اپنی باتوں سے دکھ نہ دو اور ہر ایک کی عزت کرو۔ چاہے کوئی غریب ہو، فقیر ہو، کم طاقت کا ہو یا ماتحت ہو یا ملازم ہو سب کی عزت کرو۔ پھر سلام کہنے کی عادت ڈالو۔ اس سے بھی معاشرے میں محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہوتی ہے اور عاجزی اور انکساری بڑھنے کے مواقع پیدا ہوتے ہیں، اپنے اندر بھی اور دوسرے ماحول میں بھی۔ تو فرمایا کہ یہ کام تو بہت مشکل ہے اور یہ تب ہی کر سکتے ہو جب گویا کہ اپنے آپ کو مار لیا، اپنے نفس کو بالکل ختم کر دیا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر نہیں ہو سکتا اس لئے ہمیشہ اس کا فضل مانگتے رہو۔ اس کے سامنے جھکے رہو اور دعائیں کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عاجزی اور انکساری کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چند شعر ہیں وہ مَیں پڑھتا ہوں ؎

اے کرم خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرت رب غیور کو
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اسی میں ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب نئے سال کی مبارکباد کی بہت ساری فیکسیں آ رہی ہیں۔ جواب تو ان کو جائیں گے تو وقت لگے گا بہرحال ان سب کو جنہوں نے نئے سال کی مبارکباد دی فیکسوں کے ذریعہ یا فون کے ذریعہ سے ان سب کو مبارک ہو۔ جنہوں نے نہیں بھجوائی ان کو بھی نیا سال مبارک ہو۔ ساری جماعت کو نیا سال مبارک ہو۔ اللہ کرے کہ یہ سال ہمارے لئے ہمیشہ کی طرح کامیابیاں لے کر آئے اور پہلے سے بڑھ کر کامیابیاں ہمیں دکھائے۔

❁❁❁..................❁❁❁

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS &

COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immegration, Asylum & Nationality matters, ECO Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenents, Family & Ancillary matters, Employment, Construction & Arbitration.

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRENCHISE

حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کا مقام

حضرت مصلح موعودؓ کی زبان مبارک سے

اگست ۱۹۲۰ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تبدیلی ہوا کے لئے ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ ۲۳/ اگست ۱۹۲۰ء بعد نماز مغرب حضورؓ نے باتوں باتوں میں فرمایا:

''لوگوں کو کیا علم ہو سکتا ہے کہ حافظ معین الدین (مرحوم)، حافظ حامد علی (مرحوم) بابا روڑا (مرحوم) وغیرہ دنیا میں کیا کام کر گئے ہیں اور ہمارے سلسلہ کی کس قدر انہوں نے خدمت کی ہے دنیا کو ان کی کچھ خبر نہیں۔ وجہ یہ کہ اخباروں میں ان کا کچھ ذکر نہیں آیا۔ اسی طرح اگر ابوہریرہ اور حسّان بھی اس زمانے میں ہوتے تو ان کا بھی یہی حال ہوتا۔

حافظ معین الدین مرحوم کے متعلق فرمایا کہ وہ دودھ لینے جاتے اور راستہ میں پتہ لگتا کہ فلاں شخص کو فاقہ ہے وہیں سے اپنی خوراک اس کو دے آتے اور گھر آ کر سو رہتے۔ بابا روڑا مرحوم کا ذکر آیا تو فرمایا کہ مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کے بہت پرانے مخلصین میں سے تھے۔ بیعت کے وقت سے پہلے ان کو حضرت صاحب سے محبت تھی۔ بہت دفعہ حضرت صاحب سے بیعت کے لئے کہا کرتے تھے لیکن آپ جواب دیا کرتے کہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گا تو بیعت لی جائے گی۔ بابا مرحوم عرض کیا کرتے کہ اچھا پھر سب سے پہلے میری بیعت لیں چنانچہ جب وہ وقت آیا تو حضرت صاحب نے ان کو خط لکھا کہ میں لدھیانہ جا رہا ہوں بعض مصالح کی وجہ سے وہاں بیعت ہو گی آپ آ جائیں۔ جس وقت ان کا خط ملا بھاگتے ہوئے اپنے افسر کے پاس گئے اور کاغذات وغیرہ اس کے سپرد کئے اور کہا کہ اگر چھٹی مل جائے تو بہتر ورنہ میں تو ضرور جاؤں گا اور وہیں سے لدھیانہ آ کر پانچویں یا چھٹے نمبر پر انہوں نے بیعت کی۔ حضرت صاحب سے اکثر درخواست کیا کرتے تھے کہ حضور کبھی کپورتھلہ تشریف لائیں۔ ایک دفعہ حضرت صاحب یونہی بغیر اطلاع کپورتھلہ کو چل پڑے۔ حضور کے ساتھ یکّہ میں ایک سخت مخالف بیٹھا ہوا تھا اس نے بابا روڑا سے جا کر کہا کہ جا تیرا مرزا آیا ہے۔ اب بابا مرحوم کو اس کا اعتبار نہ آئے کہ اس قدر عظیم الشان شخص کس طرح کپورتھلہ آ سکتا ہے۔ دوسری طرف محبت ان کو کھینچے لئے جائے کہ شائد حضورؑ تشریف لے آئے ہوں چنانچہ انہوں نے اس مخالف کو سخت گالیاں نکالنی شروع کر دیں کہ تو جھوٹ بکتا ہے اور ننگے سر اور ننگے پیر بھاگ پڑے کہ شائد تشریف لائے ہوں مگر تھوڑی دور جا کر پھر کھڑے ہو گئے اور اس کو گالیاں نکالنی شروع کر دیں مگر پھر محبت نے کھینچا اور یکّہ خانہ کی طرف بھاگے۔ غرض اس طرح جب تک وہ مخالف ان کے سامنے رہا ایسا ہی کرتے رہے حتیٰ کہ دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ سامنے سے تشریف لا رہے ہیں پھر تو باغ باغ ہو گئے۔

فرمایا: ایک دفعہ بابا روڑا اپنی وفات سے قریباً دو سال پہلے بیمار ہو گئے اور علاج نہ کروائیں۔ بہتیرا لوگوں نے سمجھایا مگر انہوں نے ایک نہ مانی یہی کہیں کہ مدت کے انتظار کے بعد یہ بیماری آئی ہے اب ہمیں چلنے دو جس طرف ہمارے پیارے گئے ہوئے ہیں۔ مجھ کو خبر ہوئی تو میں نے جا کر جبراً دوا دی اور ان کو آرام آیا۔

فرمایا: میاں محمد خان صاحب بھی بہت پرانے مخلصین میں سے تھے ان لوگوں کے متعلق حضرت صاحب کی ایک تحریر تھی کہ قیامت کے دن یہ لوگ میرے ساتھ ہوں گے۔ خلیفہ اوّلؓ فرمایا کرتے تھے کہ ایک ہی شخص ہے جس نے مجھے شکست دی ہے اور وہ میاں محمد خان صاحب ہیں۔ بشیر اوّل کے فوت ہونے پر لوگوں نے حضرت صاحب کو بہت سے خطوط لکھے۔ مولوی صاحب نے لکھا کہ اگر اس وقت میرا اپنا بیٹا مر جاتا تو میں کچھ پرواہ نہ کرتا مگر بشیر اوّل فوت نہ ہوتا اور لوگ اس ابتلاء سے بچ رہتے اور ساتھ ہی لکھا کہ اگر اس قسم کا کوئی اور خط بھی آیا ہو تو اس سے آگاہ فرماویں اس پر حضرت صاحب نے مولوی صاحب کو دو خط بھیجے جن میں سے ایک میاں محمد خان صاحب کا تھا انہوں نے لکھا تھا کہ اگر میرا ہزار بیٹا ہوتا اور وہ میرے سامنے قتل کر دیا جاتا تو مجھے اس کا افسوس نہ ہوتا ہاں بشیر کی وفات سے لوگوں کو ابتلاء نہ آتا مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں یہ خط پڑھ کر سخت ہی شرمندہ ہوا۔

پھر فرمایا: اصل میں ہماری جماعت نے اس اصول کو سمجھا نہیں۔ صحابہ نے سمجھا تھا۔ سورج اپنے Satellites کے ساتھ اچھا لگتا ہے۔ چاند کی شان اس کے اردگرد گھومنے والے ستاروں کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے اسی طرح شمع پروانے سے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی ہم کتنی بھی تعریف کرتے چلے جائیں لوگ یہی سمجھیں گے کہ مبالغہ ہے لیکن ان کے خدام کے حالات سنائے جائیں اور بتایا جائے کہ ان کو حضور کے ساتھ کس قسم کا تعلق تھا تو خواہ مخواہ دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ جھوٹ نہیں ہو سکتا ضرور کچھ بات ہو گی۔

فرمایا: ایک شخص نے ایک دفعہ حضرت صاحب کی چند پیشگوئیوں پر اعتراض کیا میں نے اس کو کہا کہ تم تو ایک دو پیشگوئیوں پر اعتراض کرتے ہو اگر ساری کی ساری پیشگوئیاں بھی بظاہر جھوٹی معلوم ہوتیں تو بھی ہم تیری بات نہ مانتے۔ جس نے خود اپنی آنکھوں سے حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا ہو اور وہ چیز پا لی ہو جس کی اس کو تلاش تھی تو وہ خواہ اس کو ہزار دلیل دی جاتی اس کی کیا پرواہ کر سکتا ہے ہم نے اس کی آنکھوں میں وہ نور دیکھا ہے جو ہمارے دل کے اندر سے ہرگز نہیں نکل سکتا اور ہم کسی طرح بھی اس سے دور نہیں ہو سکتے۔

(الفضل ۳۰/ اگست ۱۹۲۰ء صفحہ ۱۔۲)

(مرسلہ : غلام مصباح بلوچ - ربوہ)

❁❁❁❁❁

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

محترم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۵؍اکتوبر ۲۰۰۳ء میں مکرمہ مبشرۃالرحمٰن صاحبہ اپنے چچا محترم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ راجن پور کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ آپ ۱۹۴۲ء میں مکرم میاں عنایت محمد صاحب کے ہاں ضلع بہاولنگر کے چک نمبر ۹ بخشن خان میں پیدا ہوئے۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے B.A. کرکے کراچی سے لاء کی ڈگری حاصل کی اور M.A. اسلامیات بھی اسی دوران کرلیا۔ پھر اپنے والدین کے ہمراہ راجن پور منتقل ہوگئے۔ ۲۳؍اپریل ۱۹۶۱ء کو حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت پائی۔

آپ اخلاق حسنہ کے پیکر تھے۔ بہت نڈر، مخیرّ، ملنسار اور ہردلعزیز شخصیت تھے۔ کئی یتیم بچے آپکی کفالت میں تھے۔ جماعت سے بھی بہت محبت تھی۔ اپنے چیمبر میں حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کی تصاویر آویزاں کر رکھی تھیں اور لٹریچر بھی موجود رہتا۔ وہاں آنے والے مؤکلوں اور دوسرے افراد کو دعوت الی اللہ کرتے رہتے۔ ایک بار بتایا کہ راجن پور کا کوئی ایسا معروف شخص نہیں ہے جو یہ کہہ سکے کہ اُسے میاں اقبال نے احمدیت کا پیغام نہیں پہنچایا۔

تقریباً بیس سال امیر ضلع کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ احمدی گھرانوں کا خاموشی سے جائزہ لیتے اور حسب ضرورت مدد کرتے۔ مرکز سلسلہ سے آنے والوں کی بہت عزت اور خاطر کرتے۔ حتی کہ ضرورت ہو تو رات کو اُن کا پہرہ بھی خود دیا کرتے۔ خدا تعالیٰ پر بے حد توکّل تھا اور خدا تعالیٰ بھی آپکو اپنے پیار کے نشان دکھاتا رہتا تھا۔ جس محفل میں موجود ہوتے وہ کشت زعفران بن جاتی لیکن جب نمازیں پڑھتے تو بہت گریہ وزاری کے ساتھ دعائیں کرتے۔ بہت بے تکلّف تھے۔ ہر ماحول میں ڈھل جاتے۔ خلافت سے بے انتہا محبت تھی۔

❋ ❋ ❋

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸؍اکتوبر ۲۰۰۳ء میں مکرمہ امۃالقدوس صاحبہ اپنے مضمون میں محترم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر ضلع راجن پور کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ میرا آپ سے کوئی رشتہ نہ تھا لیکن آپ میرے والد کی طرح تھے۔ میرے والد تھرپارکر میں ہوتے اور بہت دیر بعد گھر آنا ہوتا۔ ایسے میں آپ سے مَیں نے باپ کا پیار اور تحفظ کا احساس پایا۔ حفاظت کی غرض سے روز رات کو دو تین بار ہمارے گھر کے باہر سے چکر لگا کر جاتے۔ ہمیشہ متبسم رہتے۔ سادہ مگر پُروقار شخصیت تھی۔ تقریر کرتے تو سب محو ہوجاتے۔ جماعت کے ہر فرد کو سینے سے لگاکر رکھتے لیکن اپنی خاطر کسی کو تکلیف میں نہ ڈالتے۔ کئی بار آپ سے محافظ رکھنے کو کہا گیا لیکن جواب دیتے کہ اپنی خاطر کسی اَور کو خطرہ میں کیوں ڈالوں؟

آپ کا تعلق ایک غیراحمدی خاندان سے تھا لیکن آپ ایسے فدائی تھے کہ ہر وقت جان، مال ،وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لئے تیار رہتے۔ اسیری بھی آپ کو جھکا نہ سکی۔ آخر جام شہادت نوش کیا۔ خلافت سے عشق تھا۔ خطبہ کے دوران حضورؒ کی آواز بھراتی تو آپ زارزار روتے۔

کبھی وقت ضائع نہ کرتے اور جماعت کی رقم بہت احتیاط سے خرچ کرتے۔ مسجد، مربی ہاؤس، مہمان خانہ، احمدیہ ہال کے علاوہ ایک دوسری جگہ مسجد اور مربی ہاؤس بھی تعمیر کروایا۔ خود کھڑے ہوکر دن رات کام کروایا۔ مساجد اور احمدیوں کے گھروں میں پودے خود پودے لگاتے اور پھر اُن کا خیال بھی کرتے۔ خود گند اٹھاکر پھینک آتے۔ بہت عجزوانکسار تھا۔ جو میسر ہوتا کھالیتے۔ کئی بار صبح آپ کو روٹی پانی کے ساتھ کھاتے دیکھا ہے۔

بچوں کی تربیت کا بہت خیال رکھتے۔ اچھا کام کرنے پر انہیں اپنی جیب سے انعام دیتے۔ بچے بھی آپ سے بے حد محبت کرتے۔ قریبی بستی اللہ داد کے احمدیوں کی مالی اچھی نہ تھی۔ آپ کو ان کا بہت فکر رہتا۔ وہاں سکول بنوایا۔ احمدیوں کو بھینسیں لے کردیں کہ ان کا دودھ فروخت کرکے اپنا پیٹ پالیں۔ وہاں کے ایک بیمار احمدی بچہ کو ہسپتال داخل کروانا تھا لیکن والد کے پاس خرچ نہیں تھا۔ آپ کو علم ہوا تو آپ نے سارا خرچ برداشت کیا۔ کئی بچیوں کی رخصتی میں دل کھول کر مدد کی، غرباء کی مالی خدمت کیلئے ہر وقت تیار رہتے۔ جب راجن پور کی جماعت کے پاس مسجد کی تعمیر کی استطاعت نہیں تھی تو آپ نے احمدی خواتین کو کہا کہ جب بھی وہ آٹا گوندھنے لگیں تو دو مٹھی آٹا الگ برتن میں ڈال دیا کریں۔ پھر ہر ہفتہ آپ وہ آٹا جمع کرکے بیچ آتے اور وہ رقم مسجد فنڈ میں جمع کردی جاتی۔ گھروں سے پرانے جوتی اور دوسری بے کار چیزیں بھی جمع کرکے بیچا کرتے اور وہ رقم بھی خدمت کے کاموں میں لگ جاتی۔ اگر ضلع میں کسی جگہ دورے پر جانا ہوتا لیکن پیسے نہ ہوتے تو پیدل ہی سفر کرآتے۔ جب چندہ کی ادائیگی کی بات ہوتی تو آپ کسی سے پیچھے نہ تھے۔ اپنی مرحومہ بیوی کی طرف سے بھی باقاعدگی سے چندہ ادا کیا کرتے اور اپنے کئی بزرگوں کی طرف سے بھی مالی تحریکات میں حصہ لیتے تھے۔

آپکی شہادت پر سینکڑوں غیراحمدیوں نے آکر تعزیت کی۔ کئی خواتین دھاڑیں مار مار کر روئیں۔ ایک غیرازجماعت خاتون نے مجھے بتایا کہ آپکی شہادت کے تین دن بعد تک اُس کے گھر میں چولہا نہیں جلا۔ آپ نے خدمت خلق کرتے ہوئے بہت عمدہ زندگی گزاری اور شاندار موت آپکا مقدر ٹھہری۔

❋ ❋ ❋

مکرمہ مسرت رضوان صاحبہ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۲؍اکتوبر ۲۰۰۳ء میں مکرم احمد بخش خان صاحب بزدار اپنی بیٹی مکرمہ مسرت رضوان صاحبہ اہلیہ رضوان فاروق خان صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عزیزہ نہایت محنتی اور ذہین تھی۔ زکریا یونیورسٹی ملتان میں B.A. میں اوّل آئی اور M.A. اردو میں زکریا یونیورسٹی میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج ڈیرہ غازیخان کے سالانہ میگزین کی نگران بھی رہی۔ بہت اچھی نثرنگار اور شاعرہ تھی۔ مخلوط تعلیم کے باوجود یونیورسٹی میں برقع اوڑھے رکھا۔ اس کی شرافت، نیکی اور محنت کے سب اساتذہ قائل تھے اور اُس کے یونیورسٹی سے جانے کے بعد لمبے عرصہ تک اُس کے اساتذہ اس کا ذکر خیر کرتے رہے۔

احمدیت اور خلافت کی فدائی تھی۔ ایک مرتبہ ربوہ جاکر فضل عمر درس القرآن کلاس میں بھی شرکت کی۔ پابند صلوٰۃ و صوم اور چندہ جات کے علاوہ طوعی تحریکات میں بھی حصہ لیتی تھی۔

M.A. کرنے کے بعد جلد ہی اُسے گرلز کالج مظفرگڑھ میں بطور لیکچرر ملازمت مل گئی۔ کالج میں بھی نہایت ہردلعزیز ٹیچر تھی۔ کچھ عرصہ لاہور میں رہائش پذیر رہی۔ اسی دوران دماغی بیماری کے باعث ۱۴؍جون ۲۰۰۲ء کو وفات پائی اور امانتاً دفن ہوئی۔ بعد ازاں وصیت کی منظوری کے بعد بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

❋ ❋ ❋

ایک دعا اور اس کی تاثیر

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۲؍اکتوبر ۲۰۰۳ء میں مکرم خواجہ گل محمد صاحب نے دو واقعات بیان کئے ہیں جن کا تعلق ایک ہی دعا سے ہے جسے حضرت مسیح موعودؑ نے اسم اعظم قرار دیا ہے یعنی **ربّ کلّ شیءٍ خادمك رب فاحفظنا وانصرنا وارحمنا۔**

مضمون نگار کے سمدھی مکرم میاں عبدالقیوم صاحب اپنی فیملی کے ساتھ جہاز میں سفر کر رہے تھے جب جہاز ایئرپاکٹ میں پھنس گیا اور شدید جھٹکے لگنے شروع ہوئے، پھر جہاز منہ کے بل نیچے گرنا شروع ہوگیا، بعض مسافروں کی حالت نیم پاگلوں جیسی ہوگئی اور ایک بچی بیہوش ہوگئی۔ صرف میاں صاحب اپنے ہوش میں تھے جنہوں نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ اٹھالئے۔ چند ہی لمحے بعد جہاز سیدھا ہوگیا اور پائلٹ نے اعلان کیا کہ یہ کسی فنی خرابی کا نتیجہ نہیں تھا اور اب جہاز ایئرپاکٹ سے نکل آیا ہے۔ بعد میں پوچھنے پر میاں صاحب نے بتایا کہ وہ یہی دعا (اسم اعظم) پڑھ رہے تھے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران مَیں مع فیملی رنگون میں کاروباری سلسلہ میں مقیم تھا جب ۲۳؍دسمبر ۱۹۴۲ء کو جاپان نے وہاں پہلا ہوائی حملہ کیا اور سات ہزار شہریوں کو بمباری کرکے ہلاک کردیا۔ سب سے زیادہ ہلاکتیں "بوٹاٹانگ پارک" میں ہوئیں جہاں لوگ جمع تھے۔

جب حملہ ختم ہوا تو مَیں دیگر احمدیوں کی خیریت معلوم کرنے باہر نکلا۔ ایک احمدی بھائی دین محمد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ وہ کچھ ہراساں اور کچھ مسرور نظر آرہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ حملہ کے وقت بوٹاٹانگ پارک میں موجود تھے اور اسم اعظم کا ورد کر رہے تھے۔ اچانک ایک بم اُن کے بالکل قریب گرا جس سے زوردار دھماکہ ہوا اور اندھیرا چھا گیا۔ جب فضا کی گرد بیٹھی تو انہوں نے دیکھا کہ چاروں طرف لاشیں بکھری ہوئی ہیں اور خون ہی خون ہے۔ ان کے کپڑوں پر بھی خون کے دھبے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ بھی زخمی ہوچکے ہیں لیکن جب انہوں نے اپنے بدن کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ بالکل ٹھیک ٹھاک تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا کی برکت سے ان کی حفاظت فرمائی تھی۔

❋ ❋ ❋

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۲؍اکتوبر ۲۰۰۳ء میں کی زینت نصرت تنویر کی ایک طویل نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

سیدا! آپ جو باطل کے مقابل ٹھہرے
اپنے مولا کے خوشا! پیار کے قابل ٹھہرے
درمیاں اپنے جو کچھ سال گزارے تُو نے
وہی اپنی تو فقط زیست کا حاصل ٹھہرے
تُو نہیں تو یہ محبان شکستہ دل ہیں
اشک آنکھوں میں ترے بعد بمشکل ٹھہرے
وہ ترے دل میں رہے پیار کی دھڑکن کی طرح
جتنے معصوم کہ پابند سلاسل ٹھہرے
تجھ سے ہی ہم نے محبت کا قرینہ سیکھا
سیل نفرت میں تمہی پیار کا ساحل ٹھہرے

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۷؍ستمبر ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرم ڈاکٹر مہدی علی چودھری صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

بہیں اشک کیوں نہ پیارے، نہیں ضبط غم کا یارا
کہیں کھو گیا افق پہ مری آنکھ کا وہ تارا
تُو فلک پہ رفعتوں کے کچھ اس طرح سے چمکا
ہوا ماند تیرے آگے ہر چاند ہر ستارہ

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@hotmail.com

Vol. 11 | Friday February 27, 2004 | Issue No. 9

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

بدقماش علماء

تیسری صدی ہجری کے صوفی مرتاض حضرت ابوالفیض ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ٨٦٠ء) کا ذکر کرتے ہوئے قطب زماں حضرت عبدالوہاب شعرانی تحریرفرماتے ہیں:

’’اس دور میں عبادت گزاروں ، زاہدوں اور قاریوں پرگناہوں کوحقیر سمجھنے کاغلبہ ہے یہاں تک کہ وہ اپنے پیٹوں اورشرمگاہوں کی خواہش میں غرق ہو گئے ہیں۔اپنے عیب دیکھنے سے حجاب میں آگئے پس ہلاک ہوگئےمگرانہیں شعورتک نہیں۔حرام کھانے پرتیار ہیں،طلب حلال چھوڑ رکھاہے۔عمل کے بجائے صرف علم پرخوش ہیں۔ان میں سے ایک شخص اس بات سے شرم کرتاہے کہ جونہیں جانتا اس کے متعلق کہہ دے کہ مَیں نہیں جانتا۔ وہ دنیا کے غلام ہیں علمائے شریعت نہیں ہیں۔ کیونکہ اگرشریعت کا علم رکھتے تو شریعت انہیں ایسی قباحتوں سے منع کرتی۔اگر مانگیں تولپٹ کر مانگیں اور اگر ان سے کوئی مانگے تو بخل کریں۔ بھیڑیوں کالباس پہن رکھاہے۔اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو جوکہ ذکرالٰہی کے لئے ہیں لغویات اورفضولیات کے ساتھ اورقیل وقال کے ساتھ آوازیں بلندکرنے کے لئےمخصوص کررکھاہے اورعلم کے جال بنائے ہوئے ہیں جس سے دنیاشکارکرتے ہیں ان کے پاس بیٹھنے سے بچو۔

آپ سےعلم حدیث کے بارہ میں پوچھاگیا کہ آپ اس میں کیوں مشغول نہیں ہوتے؟فرمایا:حدیث کے لئے اور......اپنے آپ میں مصروف ہونے کی وجہ سے میرے پاس وقت نہیں اورحدیث دین کے ارکان سے ہے۔اوراگرحدیث بیان کرنے والوں میں ایک خرابی داخل نہ ہوتی تووہ اپنے دورمیں سب سے افضل ہوتے۔کیاتُو انہیں دیکھتانہیں؟کہ انہوں نے اپناعلم دنیاوالوں کے لئےخرچ کیااوراس سے وہ ان کی دنیا حاصل کرتے ہیں۔ پس انہوں نے دنیا والوں سے محبت کی اوروہ تکبرمیں گرفتارہوگئے۔اورجب انہوں نے اہل علم اورفقیہ کہلانے والوں کی حرص کودیکھاتودنیا کے فتنے میں مستغرق ہوگئے۔پس انہوں نے اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی خیانت کی۔پھرجن لوگوں نے ان کی روش کی پیروی کی انہوں نےعلم کودنیاشکار کرنے کا آلہ اورہتھیار بنالیا حالانکہ یہ دین کا چراغ تھاجس سےروشنی حاصل کی جاتی تھی۔

آپ سےقرآن کریم کے علماء کےمتعلق پوچھا گیاتوفرمایا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے پوری توانائیاں صرف کریں،قرآن پاک کی اپنے کمزورجسموں،خشک ہونٹوں ، برستے آنسوؤں اور بلند آہوں کے ساتھ صحبت اختیارکی انہیں لوگوں کے لئے امن ہےاوروہی ہدایت پانے والے ہیں۔

ان علماء سے بہت تعجب ہے کہ حضرت خالق جل شانہ کی بجائےمخلوق کے سامنے کیسے جھکتے ہیں حالانکہ دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ان کا مرتبہ تمام مخلوق سے اعلیٰ ہے‘‘۔

(اردو ترجمہ طبقات امام شعرانی صفحہ ١٧٢۔ ناشر نوریہ رضویہ پبلیکشنز گنج بخش روڈ لاہور ، اشاعت اکتوبر ٢٠٠٢ء)

❁❁❁❁❁

صحیح اورحقیقی احمدیوں کاماٹو

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا ایک پرکیف اور ولولہ انگیزارشادمبارک:۔

’’صحیح معنوں میں احمدی وہی ہیں جویہ سمجھتے ہیں کہ احمدیت کے دنیامیں غالب آجانے کے معنے یہ ہیں کہ یورپ،امریکہ ، جاپان، چین غرضیکہ دنیا کے ہر ملک کے بڑے بڑے مؤرخ،فلاسفر،سائنسدان لائے جائیں گےاوران سے کہاجائے گاکہ یہ تمہارے شاگرد ہیں ان کوپڑھاؤاورپھراس کے لئے تیاری کرتے ہیں‘‘۔

(الفضل ١٤/اپریل ١٩٤٣ء صفحہ ٣)

❁❁❁❁❁

مُسلمان
تباہی اور بربادی کی دہلیزپر

مولوی محمدارشدکبیرخاقان معلم مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور(یوپی) کادردانگیزبیان:۔

’’آج مسلمانوں کوطرح طرح کی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑ رہاہے۔ان پرچہارسمت سےظلم وتشدد کے پہاڑتوڑے جارہے ہیں۔کہیں ان پر دہشتگردی اوروطن سےغداری کےالزامات عائدکئے جاتے ہیں، توکہیں معمولی غلطی پرانہیں سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیاجاتا ہے۔صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ان پر پوٹا لاگو کرکے طرح طرح کے ستم کئے جاتے ہیں۔آج مسلمانوں کوان کے گھروں سے بے گھرکیا جارہاہے ......ان پرسنل لاءمیں طرح طرح کی تبدیلیاں لانے کی پرزورکوشش کی جارہی ہے۔دنیا کےسوا سوکروڑ مسلمانوں کوعیسائی بنانے کے منظّم اور خطرناک منصوبے بنائے جارہے ہیں۔ان کی ماں ، بہنوں اور بیٹیوں کی عزت وعصمت کوتارتارکیا جارہاہے۔ان کی عبادتگاہوں اوردینی درسگاہوں کودہشتگردی کااڈاکہاجا رہاہے۔الغرض ان کے ہونٹوں پرجوکبھی مسکراہٹیں نظر آتی تھیں اب وہ کوسوں دورنظرآتی ہیں۔ایسا لگتاہے کہ مسلمانوں کی خوشی،مسلمانوں کا چین وسکون اور اطمینان سے زندگی بسرکرنا کسی کواچھانہیں لگتا۔انہی تمام چیزوں کےمتعلق میراذہن تخیلات وتفکرات کے سمندر میں غوطہ زن رہتاہے۔مَیں ان تمام باتوں کو سمجھنے کی کوشش میں باربارسرکودیوارسےٹکراتاہوں کہ آخروہ کون ساہتھیارہےجومسلمانوں سے مفقود ہو گیاہے۔وہ کون سی غلطی ہے جس کی سزا آج مسلمانوں کومل رہی ہے،وہ کون سےاسباب ہیں جن کےمعدوم ہونے کی وجہ سےآج مسلمانوں پرتباہی و بربادی کی دہلیز پرکھڑےنظرآرہے ہیں۔وہ کون سی کمزوری ہے جس نے مسلمانوں کی قوت وہمت، جرأت وشجاعت،شان وشوکت،عزت وعظمت کوبزدلی ، بے بسی، بے غیرتی ، بے مروتی اورتنگ نظری میں تبدیل کردیاہے۔اس قوم سےایسا کون ساگناہ سرزد ہواجس کی وجہ سےاس قوم کودردرکی ٹھوکریں کھانے پر مجبورہوناپڑاہے‘‘۔

(رسالہ ’ترجمان دیوبند‘ ستمبر ٢٠٠٣ء۔ دیوبند۔ یوپی۔ صفحہ ٥١)

ہے سانحہ کہ وہی قتل میں ملوث ہیں
جو ہاتھ وقت تہجد اٹھیں دعا کے لئے

❁❁❁❁❁

اخبارکی قلمی معاونت کیجئے

الفضل آپ کااپنا اخبارہے۔اسےآپ نےاورہم سب نےمل کر سنوارناہے۔اسےمزید دلچسپ اورمفید بناناہے۔اوراس کے دائرۂ اثرکووسیع سےوسیع ترکرناہےروزمرہ زندگی کےسینکڑوں تجارب،مشاہدات اورمعلومات ایسی ہیں جن میں آپ دوسروں کواپنے ساتھ شامل کرکےانہیں فائدہ پہنچاسکتے ہیں۔آپ اپنے ایسےمشاہدات وتجربات اورمختلف واقعات پراپنےمحسوسات وقلبی کیفیات کوتحریرمیں ڈھالئے اورہمیں بھجوایئے۔ہم انشاءاللہ آپ کی مرسلہ نگارشات کےانتخاب سے الفضل کوسجائیں گے۔ (ادارہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کے سالانہ چندہ خریداری میں اضافہ

اللہ تعالیٰ کےفضل اوررحم کےساتھ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل جنوری ٢٠٠٤ء سے گیارھویں سال میں داخل ہوگیاہے۔گزشتہ دس سال میں تین چارمرتبہ پرنٹنگ اورپوسٹیج کے نرخوں میں اضافہ ہوامگراس کی شرح خریداری کو بڑھایانہیں گیا۔لیکن اب جنوری ٢٠٠٤ء سے پوسٹیج کےنرخوں میں پانچ فیصداضافہ ہونے کی وجہ سےالفضل کی شرح خریداری میں اضافہ ناگزیرہوگیاہے۔چنانچہ جنوری ٢٠٠٤ء سےسالانہ شرح خریداری حسب ذیل ہوگی:۔

انگلستان	تیس(٣٠)پاؤنڈ سالانہ
یورپ	پینتالیس(٤٥)پاؤنڈ سالانہ
دیگرممالک	پینسٹھ(٦٥)پاؤنڈ سالانہ

امراءکرام/صدرصاحبان ومبلغین سلسلہ سےدرخواست ہے کہ براہ کرم اس نئی شرح خریداری کونوٹ فرمالیں اورجملہ خریداران اوراحباب جماعت کواس سےمطلع فرمائیں۔نیزاس بات کااہتمام فرماویں کہ نئےسال کاچندہ اس نئی شرح کےمطابق وصول فرماکررقوم جلدازجلدہمیں بھجوائیں۔

ہمیں امید ہےکہ احباب جماعت نہ صرف یہ کہ جماعت کےاس مرکزی ہفت روزہ اخبارکی خریداری کو جاری رکھیں گے بلکہ اس کےخریداروں کی تعدادمیں اضافہ کے لئے ہرممکن سعی کرکے ہمارے ساتھ تعاون فرماویں گے۔جزاکم اللہ (مینجر)

معانداحمدیت،شریراورفتنہ پرورمفسدملاؤں کوپیش نظررکھتے ہوئےخصوصیت سےحسب ذیل دعابکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اےاللہ انہیں پارہ پارہ کردے،انہیں پیس کررکھ دےاوران کی خاک اڑادے۔